27

Twenty Seven Years of Publishing

دسمبر 2019

ماہنامہ

ولی اللہ

ارمغان

₹ 25/-

ARMUGHAN, PHULAT
Muzaffar Nagar-251201 (U.P.)

پھلت، ضلع مظفر نگر (یوپی)

www.armughan.net

PDF created by Mohammad Yousuf Usman, WhatsApp #9412583371

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ماہنامہ

ارمغان

ولی اللہ

جلد ۲۷ شمارہ ۱۲ دسمبر ۲۰۱۹ء مطابق ربیع ثانی ۱۴۴۱ھ

سر پرست :

حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی

مدیر

وصی سلیمان ندوی

مجلس مشاورت

☆ مولانا محمد طاھر ندوی

☆ مولانا محمد اقبال قاسمی

☆ مفتی محمد ھارون مظاھری

پتہ

دفتر ارمغان

پُھلت ضلع مظفر نگر

Phulat, Distt. Muzaffar Nagar

251201 (U.P.) INDIA

Mob : +91-7060450315

9359774316 , 9412411876

e-mail : arm313@gmail.com

armuganphulat@yahoo.com

Website: www.armughan.net

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں

ہر قسم کی چارہ جوئی کیلئے مظفرنگر کی عدالت سے رجوع کیا جائے

سرکولیشن انچارج: محمّد حنیف قاسمی

سرکولیشن منیجر : عبدالقدیر انصاری

مشیراعزازی: ایوب بھائی بارڈولی والے

چیف رپورٹر : محمد ادریس قریشی

مشیر قانونی : امجدعلی ایڈوکیٹ

موبائیل : 9897354040

زرتعاون

❖ فی شمارہ 25روپے ❖ سالانہ 300روپے ❖ سالانہ رجسٹرڈ ڈاک سے 500روپے

❖ اعزازی تعاون 1000روپے ❖ بیرونی ممالک سے 30امریکی ڈالر ❖ لائف ممبرشپ 8000روپے (برائے ۲۰سال)

پرنٹر پبلشر محمد ادریس قریشی نے ڈیلکس پریس راج مارکیٹ مظفرنگر سے چھپوا کر جمعیت شاہ ولی اللہ کیلئے پھلت ضلع مظفرنگر سے شائع کیا

(مدیر: وصی سلیمان ندوی)

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرس

☆	(اداریہ)	وصی سلیمان ندوی	۳
☆	بابری مسجد کا فیصلہ، تجزیہ اور لائحہ عمل	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۵
☆	آیئے تاریخ بدلتے ہیں!	مولانا یاسر ندیم الواجدی	۸
☆	آپ ہی کی ہے عدالت آپ ہی منصف بھی ہیں	ڈاکٹر سلیم خاں	۹
☆	بابری مسجد تاریخ کے آئینہ میں		۱۱
☆	رواجی اور حقیقی مسلمان اور کار دعوت	مولانا محمد کلیم صدیقی	۱۴
☆	نسیم ہدایت کے جھونکے (انٹرویو)	**ثنا خدیجہ**	۲۰
☆	یادرفتگاں	ادارہ	۲۵
☆	مولانا علی میاں ندوی اور تحریک پیام انسانیت	مولانا محمد قمر الزماں ندوی	۲۶
☆	نعت شریف	جناب حفیظ محمود بلندشہری	۲۹
☆	پاسباں مل جائیں گے کعبہ کو صنم خانہ سے	مولانا محمد الیاس بھٹکلی ندوی	۳۰
☆	علیم اختر کی بازیافت	ڈاکٹر محمد عاشق صدیقی ندوی	۳۵
☆	خبروں کی دنیا	محمد ادریس ولی اللہی	۳۸
☆	فقہی مسائل	مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی	۳۹
☆	آخری صفحہ	مولانا محمد کلیم صدیقی	۴۰

اس دائرہ میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت **دسمبر** سے ختم ہورہی ہے، رسالہ کو مسلسل جاری رکھنے کے لئے دفتر کو اطلاع دیں یا فوراً رقم ارسال فرمائیں۔

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

بابری مسجد کا فیصلہ

ہندوستان کی سپریم کورٹ نے آخر کار بابری مسجد ایودھیا کے تنازعہ کا فیصلہ کردیا، ۹/نومبر ۲۰۱۹ء کو پانچ ججوں کی بنچ نے جسٹس رنجن گوگوئی کی صدارت میں صبح ساڑھے دس بجے ہفتہ کے دن تقریباً پانچ سو سالہ اس قدیم قضیہ کا فیصلہ سنادیا، اور مسلمانوں کے بیشتر دعوؤں اور ثبوتوں کو تسلیم کرنے کے باوجود مسجد کی زمین رام للا براجمان کے حوالہ کردی، اور اپنے خصوصی اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے مسلمانوں کے لئے پانچ ایکڑ زمین مہیا کرانے کی مرکزی یا صوبائی حکومت کو ذمہ داری دی، 1045 صفحات پر مشتمل اس طویل فیصلہ کا ایک سو پچاس صفحات میں خلاصہ پیش کرتے ہوئے فاضل جج نے اس مقدمہ کی تاریخ اور اہمیت پر روشنی ڈالی، فیصلہ کی جرح اور بحث کے بنیادی نکات پیش کئے، اور کرکٹ کی کمنٹری کی طرح ہر فریق کے دلائل پر اس طرح تبصرہ پیش کیا جاتا رہا، کہ لوگ اس سے اپنے اپنے مطلب کے نتائج نکالتے رہے، لیکن اخیر میں مسلمانوں کی توقعات پر پانی پھرتے ہوئے متعلقہ پوری زمین رام للا براجمان کے حوالہ کرنے کا حکم سنادیا۔

عدالت عظمیٰ کی سپریم پوزیشن کا لحاظ کرتے ہوئے مسلمانوں نے اس فیصلہ کو تسلیم کیا اور ہماری تمام جماعتوں نے اسے ماننے کا اعلان کردیا، لیکن اسی کے ساتھ انھوں نے اس فیصلہ سے شدید بے چینی محسوس کی اور سخت محرومی احساس کیا، اسی لئے نہ صرف مسلمانوں نے، عدالت عظمیٰ کے اس فیصلہ سے بڑے پیمانہ پر بے اطمینانی کا ظاہر کی، بلکہ سیکڑوں وکالت پیشہ افراد، موجودہ اور سابق ججوں، اور بڑی تعداد میں عام انصاف پسند غیر مسلموں نے بھی اس فیصلہ کو ناقابل فہم، حیرت ناک اور ناقابل قیاس قرار دیا، جس سے پوری دنیا میں ہمارے ملک کی شبیہ خراب ہوئی، اور عدلیہ کا وقار مجروح ہوا، جب کہ شدت پسند تنظیموں اور بھولے بھالے ہندوؤں نے اسے ہندتوا کی کامیابی اور اپنی مذہبی فتح قرار دیا اور خوشی کے شادیانے بجائے۔

مسلمانوں کی تاریخ کے اس طویل مقدمہ کا ایک قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ ہماری مسلم تنظیموں مسلم پرسنل لا بورڈ، جمعیت علمائے ہند وغیرہ نے پوری ہمت، لگن اور جذب وشوق کے ساتھ اس مقدمہ کی پیروی کی اور اپنی بساط بھر کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، اعلیٰ ترین وکیلوں کا انتظام کیا، ہر طرح کی قانونی چارہ جوئی کے لئے بروقت فیصلے لئے، اور مرحلہ وار اس کی تفصیلات سے اپنے عوام کو آگاہی عطا کرتے رہے، اس لئے یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کی قیادت نے اس مسئلہ میں سست روی یا غفلت کا مظاہرہ نہیں کیا، بلکہ جرأت وثبات قدمی کے ساتھ مخلصانہ جدوجہد کی ایک مثال قائم کردی، اور کسی طرح کے لالچ یا خوف کا شکار نہیں ہوئے، اسی کے ساتھ اس نازک موقع پر مسلمانوں نے بھی صبر وضبط، احتیاط و برداشت، اور اپنی امن پسندی

پی۔ ڈی۔ ایف۔ #محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کا بے مثال مظاہرہ کیا، اور ملک کے امن وسکون کے کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہونے دیا۔

سپریم کورٹ میں ہمارے وکیلوں نے جو بحثیں کیں، جو دلائل وثبوت جمع کئے، اور جس طرح مقدمہ کی پیروی کی، کہا جاسکتا ہے کہ اس سے بہتر مظاہرہ نہیں کیا جاسکتا تھا، اس لئے ماہرین قانون بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ فیصلہ نہ تو مضبوط دلائل کی بنیاد پر ہے، اور نہ ہی نتائج کے اعتبار سے اطمینان بخش ہے، بلکہ کئی جگہ اس میں تضادات موجود ہیں، اسی لئے ایک بار پھر ہماری قیادت نے ریویو پٹیشن داخل کرنے کا فیصلہ کیا ہے، تاکہ آخری حد تک مسجد کے لئے قانونی چارہ جوئی کی جو گنجائش ہے اس سے فائدہ اٹھایا جاسکے، اور مسلمان اللہ کے حضور اپنی بساط بھر کوشش کر کے سرخ رو ہوسکیں۔

اس فیصلہ کا ایک خوش کن پہلو یہ بھی ہے کہ اب تک مسلمانوں پر یہ الزام عائد کیا جاتا رہا ہے کہ بابر نے مندر توڑ کر مسجد بنائی تھی، جب کہ عدالت نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ وہاں مندر توڑ کر مسجد بنانے کا کوئی ثبوت نہیں ملا اور اس کی کھدائی میں مسجد کے نیچے اگرچہ عمارت کے آثار پائے گئے ہیں، مگر وہ مندر کے نشانات نہیں ہیں۔ اس سے یہ بات صاف ہوجاتی ہے کہ وہاں پر مسلمانوں نے کسی مندر کو مسمار نہیں کیا، اور یہ ایک بڑا الزام تھا، جس کی عدالت کے اس فیصلہ سے تردید ہوگئی ہے۔

اس فیصلہ کا سب سے دل چسپ پہلو یہ ہے کہ سپریم کورٹ نے یہ تسلیم کیا کہ 1949ء میں مسجد میں مورتی پرکٹ نہیں ہوئی تھی، بلکہ دیوار پھاند کر اس میں مورتی رکھی گئی تھی، اور یہ شدت پسند ہندوؤں کا غیر قانونی عمل تھا، پھر ۶/دسمبر 1992ء کو دن کے اجالے میں ساری دنیا کے پریس اور میڈیا کے سامنے بابری مسجد کا انہدام بھی غیر قانونی اور جرم تھا، شدت پسندی کے اس عمل کو غیر قانونی اور جرم ماننے کے باوجود یہ بات حیرت انگیز ہے کہ پھر اسی فریق کو وہ جگہ کیسے دیدی گئی۔

موجودہ دور میں ہندوستانی مسلمان ایک کے بعد ایک نئی آزمائش سے گذر رہے ہیں، اور ان کے سامنے مسائل و مشکلات کا انبار ہے، ان حالات میں بابری مسجد کے اس فیصلہ سے فطری طور پر ان کے دل مزید غم زدہ اور رنجور ہوئے ہیں، لیکن مسلمان ایک زندہ قوم اور نا قابل شکست امت ہیں اور ان کے پاس نا قابل تسخیر حوصلہ رہا ہے، انھوں نے اس سے قبل تاریخ کے بہت سے چیلنجوں کو قبول کیا ہے، اور بڑی بڑی آزمائشوں سے سرخ رو ہوکر پار اترے ہیں، اس موقع پر بھی انھیں عزم وحوصلہ کے ساتھ مزید تیاری کے ساتھ اٹھ کھڑے ہونے کی ضرورت ہے، ہمارے یہاں مایوسی کفر ہے، اور بزدلی نامردی، اس لئے مایوسی سے بچتے ہوئے، اپنے ماضی وحال کا محاسبہ کر کے، نئی حکمت عملی وضع کر کے، نئے زمانہ کے لئے نئے اسلحہ جات سے لیس ہوکر حالات کا مقابلہ کرنا ہے، اپنے مذہبی اعمال وشعائر پر سختی سے عمل کرنا ہے، اپنی قیادت پر اعتماد کرنا ہے، اور بے جا الزام در الزام کی پالیسی سے دور رہنا ہے، اسی کے ساتھ اسلام کی تیز رفتار اشاعت کے جو مواقع ساری دنیا کے ساتھ ساتھ ہمارے ملک میں پیدا ہوئے ہیں، ان سے فائدہ اٹھانا ہے، اور منظّم پلاننگ کے ساتھ کار دعوت کے لئے اٹھ کھڑا ہونا ہے، خصوصا اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے مسجدوں کو آباد کرنے، اور اپنی پیشانیوں کو اس کے سامنے جھکا دینے کی کوشش کرنی ہے۔

کہ یہی ہے ملتوں کے مرض کہن کا چارہ۔

وصی سلیمان ندوی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بابری مسجد کا فیصلہ

تجزیہ اور لائحۂ عمل

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

بابری مسجد کا مقدمہ ہندوستان کی تاریخ کا طویل ترین مقدمہ ہے، جس نے انصاف کے لئے نہیں صرف فیصلہ کے لئے پون صدی کا وقت لے لیا، پہلا فیصلہ الٰہ آباد ہائی کورٹ نے کیا، جس سے کسی فریق کو اطمینان نہیں ہوا، ریٹائرڈ ججوں اور ماہرین قانون نے بھی اس پر حیرت کا اظہار کیا، آخر معاملہ سپریم کورٹ تک پہنچا، اور طویل بحث کے بعد ۹/نومبر ۲۰۱۹ء کو صبح کے ساڑھے دس بجے فیصلہ سنا دیا گیا، یہ فیصلہ بھی کچھ کم باعث تعجب نہیں، اس میں دلائل تو مسلمان فریق کے مانے گئے اور ہندو فریق کے دلائل کہا جا سکتا ہے کہ مسترد کر دیے گئے؛ لیکن فیصلہ ہندو فریق کے حق میں ہوا، افسوس کہ اس فیصلہ کی وجہ سے ملک اور ملک سے باہر ہندوستان کے عدالتی نظام کا وقار مجروح ہوا، اور معزز عدالت سے بے حد ادب کے ساتھ عرض ہے کہ اس رویہ کی وجہ سے اعتماد کا آبگینہ چور چور ہو کر رہ گیا۔

یہ کہنا شاید غلط نہ ہو کہ بابری مسجد ایسی مظلوم مسجد ہے، جسے چار بار شہید کیا گیا، پہلی بار یکم فروری ۱۹۸۶ء میں، جب فیض آباد سیشن کورٹ نے مسجد کا تالا کھولنے کا حکم دیا، دوسری بار ۶/دسمبر ۱۹۹۲ء میں، جب بابری مسجد کا ڈھانچہ دوپہر کی روشنی میں ظلماً منہدم کر دیا گیا، تیسری بار ۳۰/ستمبر ۲۰۱۰ء میں، جب الٰہ آباد ہائی کورٹ کا فیصلہ آیا اور فیصلہ کی بنیاد قانون کے بجائے آستھا کو بنایا گیا، چوتھی بار ۹/نومبر ۲۰۱۹ء کو سپریم کورٹ کا حالیہ فیصلہ، یہ یقیناً ہمارے ملک کے انتظامی اور عدالتی نظام کے دامن پر ایک داغ ہے۔

حالیہ فیصلہ میں مسلمانوں کے جن دعووں کو قبول کیا گیا ہے، یہاں ان کا تذکرہ کرنا مناسب ہوگا:

۱) بابری مسجد کی جگہ کا غاصب، مغل بادشاہ بابر کو قرار دیا جاتا ہے؛ لیکن کورٹ نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اس کو بابر نے نہیں؛ بلکہ بابر کے کمانڈر میر باقی نے ۱۵۲۸ء میں تعمیر کیا تھا۔

۲) عدالت نے اس بات کو بھی تسلیم کیا ہے کہ یہ مسجد کسی مندر کو منہدم کر کے نہیں بنائی گئی، اس سے اس جھوٹ کا پردہ فاش ہو جاتا ہے جس کو خوب پھیلایا گیا، مسلمانوں کے بارے میں نفرت پیدا کی گئی اور فرقہ پرستوں کی ایک جارح شدت پسند اور دہشت گرد فوج تیار کر دی گئی، ظاہری ناکامی کے پردہ میں یہ مسلمانوں کی بہت بڑی کامیابی ہے۔

۳) فیصلہ میں یہ بات تو کہی گئی ہے کہ آثار قدیمہ کی کھدائی میں مسجد کے نیچے کوئی ڈھانچہ پایا گیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ڈھانچہ مسلمانوں کی مقدس عمارت کا نظر نہیں آتا؛ لیکن ساتھ ساتھ یہ بات بھی تسلیم کی گئی کہ یہ کسی مندر کا ڈھانچہ بھی نہیں ہے، اس سے اس خیال کی تردید ہوتی ہے جو بعض دروغ گو میڈیا والے کہتے ہیں کہ آثار قدیمہ کی کھدائی میں نیچے مندر پایا گیا؛ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کھدائی میں ایک لمبی دیوار پائی گئی ہے جو بظاہر عیدگاہ کی ہو سکتی ہے؛ کیوں کہ قدیم مندروں میں عام طور پر لمبا احاطہ نہیں ہوتا تھا۔

۴) اس بات کو بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ ۱۶/دسمبر ۱۹۴۹ء کو بھی بابری مسجد میں عشاء کی نماز ادا کی گئی گویا صدیوں تک وہاں نماز ہوتی رہی ہے۔

۵) کچھ فرقہ پرست ہندوؤں کا خیال ہے کہ ۲۲/۲۳/دسمبر ۱۹۴۹ء کی درمیان شب میں شری رام جی خود ہی پرکٹ ہو گئے تھے یعنی زمین میں سے اوپر نکل آئے تھے، عدالت نے تسلیم کیا ہے کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں، حقیقت یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے غیر قانونی طور پر دیوار پھاند کر مسجد کے درمیانی گنبد کے نیچے رام چندر جی کی مورتی رکھ دی تھی اور ان کا یہ فعل خلافِ قانون تھا۔

۶) عدالت نے اس بات کو بھی تسلیم کیا ہے کہ ۶/دسمبر ۱۹۹۲ء کو بابری مسجد منہدم کرنے کا واقعہ غیر آئینی اور قابل مذمت

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

تھااوراس کے مجرموں کوسزاملنی چاہئے۔

۷) عدالت نے اگرچہ بابری مسجد کی اصل جگہ کا فیصلہ ہندوفریق کے حق میں کیا؛لیکن یہ بھی کہا کہ مسلمانوں کواس کے عوض پانچ ایکڑ زمین دی جائے،اس جگہ کے عوض پانچ ایکڑ زمین دینے کا حکم اس بات کی دلیل ہے کہ کورٹ نے بابری مسجد کی جگہ پرسنی وقف بورڈ کی ملکیت کوتسلیم کیا ہے،اگر ملکیت تسلیم نہیں کی جاتی تو اس کے بدلہ میں زمین دینے کے کوئی معنیٰ نہیں،اوراسی لئے کورٹ نے نرموہی اکھاڑا کے دعویٰ ملکیت کورد کردیا۔

غورکیا جائے تو یہ تمام نکات مسلمان فریق کے نقطۂ نظر کے مطابق ہیں،انصاف کا تقاضہ یہی تھا کہ جب ان دعوؤں کوکورٹ نے تسلیم کرلیا ہے تو یہ جگہ مسلمانوں کے حوالہ کی جاتی؛لیکن فیصلہ مندر کے حق میں کیا گیا،اوراس میں شری رام جی کومقدمہ کافریق مانا گیا،ہمارے ہندو بھائی شری رام جی کوخدامانتے ہیں اوران کی عبادت کرتے ہیں،خداکواس بات کی ضرورت نہیں کہ وہ انسانوں کی عدالت میں آکر انصاف کے لئے التجا کرے،اگر ہمارے ہندو بھائی گہرائی کے ساتھ غورکریں تو یہ تو شری رام جی کی اہانت ہے کہ خداکواتنا کمزورقراردیا جارہا ہے کہ وہ آپ اپنی ملکیت کی حفاظت نہ کرسکے اوراپنے بھکتوں اورعبادت گزاروں کامحتاج ہوجائے؛اسی لئے میں نے عرض کیا کہ اس فیصلہ میں دلائل مسلم فریق کے تسلیم کئے گئے اوردعویٰ ہندوفریق کا،معززعدالت کوغور کرنا چاہئے کہ کیااس سے انصاف کے تقاضے پورے ہوتے ہیں اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے ملک میں ابھی انسانیت زندہ ہے اور برادران وطن کی بڑی تعداد منصف مزاج واقع ہوئی ہے؛البتہ اپنی سادہ لوحی میں پروپیگنڈہ کا شکار ہوجاتی ہے؛چنانچہ کئی سابق ججوں نے ہائی کورٹ اورسپریم کورٹ کے وکلاء نے اورملک کے مشہور قانون دانوں نے اس فیصلہ کونامنصفانہ قراردیا ہے اورکوئی شبہ نہیں کہ ملک کے باہر بھی ہندوستان کے وقارکونقصان پہنچا ہے۔

ان غم انگیز لمحات میں مسلمانوں کے لئے ایک پہلوخوشی کا اوراللہ کا شکراداکرنے کا بھی ہے کہ بابری مسجد کے مسئلہ میں اپنے ظلم کوجواز بخشنے کے لئے کئی کوششیں کی گئیں،لالچ بھی دیا گیا اور خوف بھی دلایا گیا،آخروقت تک بھی یہ کوشش جاری رہی،مشیر سلامتی اموراجیت ڈوبھال مختلف شخصیتوں اورتنظیمی سربراہوں کو مدعوکرتے رہے،مگرعام طورپرلوگوں نے اسے قبول نہیں کیا،راقم الحروف کوبھی باربارخودانھوں نے اوران کے سکریٹری نے فون کیا؛لیکن ہمیشہ ان سے معذرت کی گئی،بورڈ کے سکریٹری صاحب کوبھی دعوت دی گئی اورانھوں نے علی الاعلان اس کوردکردیا،یہ ایک خوش آئند بات ہے،مسلمانوں کی کامیابی یہ نہیں ہے کہ دنیا میں ان کوسرخروئی حاصل ہوجائے،مسلمانوں کی اصل کامیابی یہ ہے کہ وہ اللہ کے دربار میں سرخروہوجائیں،اوراس مسئلہ میں مسلمانوں نے جوقربانی دی ہے،اس سے پوری امید ہے کہ ان شاءاللہ ایسا ہی ہوگا۔

جہاں تک یہ بات ہے کہ اس فیصلہ پرمسلمانوں کاردعمل کیا ہونا چاہئے تو فیصلہ کے دوجزء ہیں،ایک جزء ہے پانچ ایکڑ زمین دیا جانا،یہ تو ملت اسلامیہ کے لئے قطعاً ناقابل قبول ہے،یہ مسلمانوں کی دینی غیرت اورایمانی حمیت کے خلاف ہے کہ وہ پانچ ایکڑ زمین لے کرمسجد حوالہ کردیں،اورشرعی نقطۂ نظر سے بھی اس کا لینا جائز نہیں؛ کیوں کہ کورٹ یہ زمین بابری مسجد کے عوض کے طورپردے رہی ہے،تو گویااس زمین کولینا مسجد کو پانچ ایکڑ کے عوض فروخت کرنااوراس کی حیثیت میں تبدیلی کوقبول کرنا ہے، یہ درست نہیں ہے،فقہاءاسلام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جوجگہ ایک بار مسجد ہوجاتی ہے وہ ہمیشہ کے لئے مسجد ہے،غیرمسلم ہوں یا مسلمان،وہ اس کی حیثیت کونہیں بدل سکتے؛اس لئے نہ شرعاً زمین کے اس ٹکڑے کولینا جائز ہے اورنہ اخلاقاً؛اسی لئے مسلم پرسنل لا بورڈ اورجمعیت علماء نے صاف اعلان کردیا ہے کہ انہیں یہ زمین لینا قبول نہیں،دوسرے اداروں اوردینی شخصیتوں کوبھی اسی پرعمل کرنا چاہئے؛ ورنہ وہ عنداللہ جواب دہ ہوں گے،مسلمان تواپنی مسجد کی واپسی کے لئے عدالت میں گئے تھے نہ کہ زمین کاایک ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

جہاں تک بابری مسجد کی اصل جگہ کا مسئلہ ہے تو مسلمانوں کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ بحدّ امکان مسجد کو بچانے کی کوشش کریں، اس کوشش کا ایک مرحلہ الٰہ آباد ہائی کورٹ کے فیصلہ پر پورا ہوا، دوسرا مرحلہ ۹ر نومبر کو سپریم کورٹ کے فیصلہ پر تمام ہوا؛ لیکن ابھی ایک گنجائش باقی ہے کہ عدالت میں نظر ثانی کی درخواست دی جائے؛ اگرچہ نظر ثانی میں کامیابی کا امکان بہت کم ہے اور ماضی میں دو چار ہی مواقع پر کورٹ نے اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کر کے مدعی کے دعووں کو تسلیم کیا ہے؛ لیکن چوں کہ قانون میں اس کی گنجائش موجود ہے اور کسی نہ کسی درجہ میں اس کے نتیجہ خیز ہونے کا بھی امکان ہے؛ اس لئے مسلمانوں کے عمومی جذبات اوران کی رائے کو سامنے رکھتے ہوئے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور جمعیت علماء ہند نے فیصلہ کیا ہے کہ اس آخری گنجائش سے بھی استفادہ کیا جائے؛ تاکہ اللہ کے دربار میں کہا جا سکے کہ آپ کے گھر کو بچانے کی جو آخری کوشش ہوسکتی تھی، وہ ہم نے کرلی؛ اس لئے بارِالٰہا! ہمیں مسجد کے محافظین میں شمار کر، نہ کہ مسجد فروشوں میں؛ اس لئے موجودہ حالات میں ایک طرف ہمارا فریضہ ہے کہ اس آخری کوشش میں بورڈ کا تعاون کریں اور چونکہ ہمارے دین نے ہر حال میں امن وامان کو قائم رکھنے کا حکم دیا ہے؛ اس لئے ہماری طرف سے کوئی ایسا ردعمل ظاہر نہیں ہوا، جو امن وامان کو متأثر کرنے والا ہو، ہندوستان کے مسلمان ہمیشہ اس پر کاربند رہے ہیں اوران شاءاللہ آئندہ بھی اس پر قائم رہیں گے۔

زندہ قوموں کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ حادثات پر صرف رنج وغم کا اظہار کریں؛ بلکہ وہ حادثات سے سبق لیتی ہیں، اور پوری قوت سے ایک نئے مستقبل کا منصوبہ بناتی ہیں، اس حادثہ کا سبق یہ ہے:

مسجدوں سے ہمارا رشتہ مضبوط ہو، صورت حال یہ ہے کہ نماز فجر ادا کرنے والے مسلمانوں کی تعداد ایک فیصد سے بھی کم ہے، پنج وقتہ نمازوں کی پابندی کرنے والے بمشکل ۲۰/۲۵ رفیصد ہوں گے، شاید وہ سمجھتے ہیں کہ ان کیلئے صرف جمعہ کی نماز فرض ہے، پندرہ بیس فیصد مسلمان وہ ہیں جو کاروبار، تعلیم اور مختلف بہانوں سے جمعہ کا بھی ناغہ کردیتے ہیں، اور شاید عیدین کے سوا کبھی ان کی پیشانی خدا کی چوکھٹ پر نہیں جھکتی، اگر مسلمان خود مسجدوں سے اپنا تعلق توڑ لیں تو مسجد کی حفاظت کیسے ہوگی؟ جس مکان کی طرف سے مکینوں کی توجہ ہٹ جائے، وہ بہت جلد ویران اور کھنڈر ہو جاتا ہے، مسلمان خود مسجدوں کو آباد نہ کریں اور سرکار سے امید رکھیں کہ وہ مسجد کی حفاظت کرے گی، اس سے بھی بڑی کوئی ناسمجھی ہوسکتی ہے، اگر ہم خود مسجدوں کا حق ادا کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے ہماری مسجدوں کی حفاظت فرمائیں گے۔

دوسرے: ہمارے اندر دعاء اور استغفار کا اہتمام ہونا چاہئے

ہمارا ایمان ہے کہ زمین پر جو کچھ واقعات پیش آتے ہیں، اس کا فیصلہ زمین پر نہیں آسمان پر ہوتا ہے، افسوس کہ مسلمانوں کے اندر اپنے خالق ومالک سے مانگنے کا جذبہ کم سے کم تر ہوتا جارہا ہے، ظاہری اسباب پر ہماری نظر ہوتی ہے، سیاسی حالات کو ہم قابل توجہ سمجھتے ہیں؛ لیکن اس بات کی فرصت نہیں ملتی کہ کسی وقت تنہائی میں بیٹھ کر اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلائیں، ندامت کے آنسو گرائیں، الحاح والتجاء کے ذریعہ اپنے خدا کو منائیں اور اسباب کے ساتھ ساتھ مسبب الاسباب تک پہنچنے کی فکر کریں۔

تیسرا ضروری کام یہ ہے کہ مسلمان جن مسائل سے دوچار ہوتے ہیں، اپنے اندر ان کا شعور پیدا کریں، مسئلہ کے پس منظر، اس کی نوعیت اور حال اور مستقبل میں اس کے اثرات ونتائج، اس سلسلہ میں کئے جانے والے پروپیگنڈوں کی حقیقت اور واقعات کی سچائی کے بارے میں خود جانیں اور دوسروں کو بتائیں، خاص کر غیر مسلم بھائیوں کو حقیقی صورت حال سے آگاہ کریں، ان میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہیں جو جانتے بوجھتے جھوٹ کو سنتے ہیں اور پھیلاتے ہیں؛ لیکن ان کی بڑی تعداد ناواقفیت کی وجہ سے فرقہ پرستوں کی سازشوں کا شکار بنتی ہے، بہر حال ہمیں ایسے واقعات سے گھبرانا نہیں چاہئے، اللہ نے اس امت کو قیامت تک باقی رکھنے کا فیصلہ کیا ہے، انجام کار اسے غلبہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور انشاءاللہ یہ ہوکر رہے گا کہ: صبح ایک زندہ حقیقت ہے، یقیناً ہوگی!

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

آیئے تاریخ بدلتے ہیں!

مولانا یاسر ندیم الواجدی

۶/دسمبر۹۲ء کے بعد دیو بند کے در و دیوار پر کسی اللہ والے نے ایک بہت مؤثر پیغام لکھا تھا، جس کے نقوش اور خد و خال آج بھی ذہن میں ترو تازہ ہیں:

"اے ایمان والو! نماز قائم کرو"

حالانکہ یہ ایک آیت کا ترجمہ تھا، لیکن موقع کی مناسبت سے اتنا مؤثر تھا کہ نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد نے مساجد کا رخ کیا، وہ مساجد جہاں چند معمر حضرات کی ایک ہی صف ہوتی تھی، وہاں جوانوں کی آمد سے کئی کئی صفیں ہونے لگیں، آج اس پیغام کو عام کرنے اور اس پر شدت کے ساتھ عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

وہ چاہتے ہیں کہ آپ اپنا تشخص کھو دیں، وہ چاہتے ہیں کہ آپ کا امتیاز ختم ہو جائے، وہ چاہتے ہیں کہ یکساں سول کوڈ لا کر، مدارس کی آزادی کو ختم کر کے، تنظیموں اور شخصیات پر پابندی لگا کر اور آپ کو مقامی باشندہ ہونے کے جھمیلوں میں پھنسا کر غلام ہونے کے احساس میں گرفتار کر دیا جائے، این ڈی ٹی وی کی ایک ڈبیٹ میں، وی ایچ پی کے ایک ترجمان نے، جب اس سے یہ سوال کیا گیا کہ آیا اگر فیصلہ آپ کے حق میں آیا تو ہندو مسلم تنازعات ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیں گے، یہ جواب دیا کہ '

'ہماری کشمکش صرف ایک زمین کو لے کر نہیں ہے، یہ دو تہذیبوں کا تصادم ہے، یہ ختم ہونے والا نہیں ہے''

آپ جانتے ہیں کہ تہذیبوں کا تصادم ایک تہذیب کے دوسرے پر قانونی، فکری اور اخلاقی طور پر غالب آنے سے ہی ہوتا ہے، قانونی طور پر وہ غالب آرہے ہیں، اخلاقی طور پر وہ غالب نہیں ہو سکتے، کہ ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ورثہ ہے اور دوسری طرف اخلاقی قلاشی ہے۔اور فکری طور پر آپ اسے غالب ہونے نہ دیں۔آپ کی اپنے مذہب پر اعلانیہ ثابت قدمی، اپنے علمی ورثہ پر فخر، ماضی کی تابنا کی کو حال سے جوڑنے کی جد و جہد، ادنی سے ادنی تشبّہ سے مکمل اجتناب، اپنے ظاہری دینی تشخص کو اپنی شخصیت کی پہچان بنانے پر اصرار، اور دعوتی عمل میں تیزی و یکسوئی آپ کو فکری طور پر مغلوب ہونے سے بچا سکتے ہیں۔

ذرا اپنے اجداد کی تاریخ پڑھیے! پڑھئے کہ کیسے چند غیرت مند باندیوں اور ولی صفت مردوں کی محنت سے تا تاریوں نے اسلام کے آغوش میں آ کر محکوم قوم کی فکری برتری کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے تھے، تاریخ نے وہ دور بھی دیکھا ہے، جب ہمارے قافلے ہند کے مغربی ساحل پر اترے، تو ریتیلی زمین پر پڑے ہوئے ان کے نقوش پا کی برکات ہزار سال بعد بھی آج تک چلی آتی ہیں، کتنے ہی ملک ایسے ہیں جہاں کی اکثریت نے چند لوگوں کی محنت سے اسلام کے مضبوط قلعہ میں پناہ لینے کو ترجیح دی۔

آج دین بھی وہی ہے، قرآن بھی وہی ہے، سنتیں بھی اسی طرح محفوظ ہیں، بس ہم وہ نہیں ہیں جو ہونے چاہئے تھے۔آپ کا سابقہ اس قوم سے پڑا ہے جس کو کسی دور میں بودھ کی "روحانیت" نے شکست دی تھی۔شرک مزاج میں پیوست روحانیت کو غلط سمت میں موڑنے کا نام ہے، آپ اس مزاج کے سامنے صحیح سمت والی روحانیت پیش کر دیجیے اور پھر دیکھئے، اس لئے اپنے ظاہری اور باطنی تشخص کو بچائے رکھئے، مساجد کے بام و در سے چمٹ جایئے اور تاریخ کے دھارے کو بدلنے کے مشن میں لگ جایئے۔میں اگر بھارت میں ہوتا تو اس موقع پر مولانا کلیم صدیقی اور ان جیسے حضرات کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے استفادہ ضرور کرتا۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

آپ ہی کی ہے عدالت، آپ ہی منصف بھی ہیں

غلط فیصلہ کو قبول کرتے ہوئے اس کے خلاف آواز بلند کرنا بھی امت کی ذمہ داری ہے

ڈاکٹر سلیم خان

بابری مسجد کا فیصلہ 17 نومبر 2019 سے قبل آجائے گا یہ تو سبھی جانتے تھے لیکن کس دن آئے گا اور کیا ہوگا؟ یہ کوئی نہیں جانتا تھا، عدالت کے اندر جس طرح کی بحث ہو رہی تھی، جس قسم کے سوالات کئے جا رہے تھے اور جو دلائل پیش کئے جا رہے تھے اس سے جو قیاس آرائی کی جا رہی تھی، مگر باہر کا سیاسی ماحول اس سے متضاد تھا، لیکن بالآخر ظاہر نے باطن کو شکست دیدی جمعہ 8 نومبر کی دوپہر کو ایک واٹس ایپ پیغام ملا جس کے مطابق 13 سے 17 کے درمیان فیصلہ کی پیشین گوئی کی گئی کیونکہ سنیچر سے چار دن کی تعطیلات تھیں لیکن اچانک رات ساڑھے نو بجے ایک بریکنگ نیوز آئی کہ اگلے دن صبح ساڑھے دس بجے فیصلہ سنا دیا جائے گا، دانشوران قوم نے اس سے یہ اندازہ لگایا کہ شریر لوگوں کو فتنہ پروری سے روکنے کی خاطر اچانک چھٹی والا دن فیصلے کے لیے منتخب کیا گیا، اس سے جو امیدیں بندھیں وہ فیصلے کے بعد ماند پڑ گئیں، کیونکہ اگر فیصلہ فسادیوں کے حق میں سنا دیا جائے تو وہ امن میں خلل ڈالنے کی زحمت نہیں کرتے، اس لیے یہ احتیاط درکار نہیں تھی۔ اس فیصلے کو سننے کے لیے ٹیلی ویژن جب لگایا تو پتہ چلا کہ جہاں کیمرہ ہے وہاں جج صاحب نہیں ہیں اور جہاں منصف اعظم فیصلہ سنا رہے ہیں وہاں کیمرہ لیجانے کی اجازت نہیں ہے۔ اس لیے یہ صورت اختیار کی گئی کہ عدالت کے اندر جہاں کہ ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل فیصلے کا خلاصہ سنایا جا رہا تھا ایک رپورٹر سنتا اور واٹس ایپ سے باہر کھڑے اپنے ساتھی کو بھیجتا، کیمرہ کے سامنے باہر کھڑا رپورٹر اس کو پڑھ کر سناتا اور اسٹوڈیو میں بیٹھا اینکر اس کی وضاحت کرتا، اس بالواسطہ طریقہ کار نے کرکٹ کی ریڈیو کمنٹری کا سماں باندھ دیا، ویسے فیصلہ بھی کرکٹ میچ کی مانند کروٹ بدلتا رہا، مثلاً فیصلے میں جب یہ کہا گیا کہ اس بات کے ثبوت ملے ہیں کہ بابری مسجد کی زمین (جسے متنازع اراضی قرار دیا جا رہا تھا) کے نیچے مندر تھا تو ایسا لگا کہ خطرہ ہے، لیکن پھر یہ کہا گیا کہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ملا کہ کسی مندر کو توڑ کر مسجد بنائی گئی، اس کے بعد ہوا کا رخ پھر بدلا اور یہ کہا گیا کہ لیکن مسجد بنجر زمین پر نہیں بنائی گئی، ان سارے مشاہدات سے یہ اندازہ لگانا مشکل ہو رہا تھا کہ یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا؟ ایک اور مثال دیکھیں کہ بار بار یہ بات دہرائی گئی کہ زمین کی ملکیت زیر بحث ہے، عقیدہ انفرادی ہوتا ہے، اور یہ عقیدے کا معاملہ نہیں، لیکن پھر ہندوؤں کو اسے رام جنم بھومی سمجھنا بھی تسلیم کرلیا گیا مسجد کے اندر مورتیوں کو رکھنا غیر قانونی قرار دیا گیا، مسجد کو مسمار کرنا غیر آئینی جرم بتایا گیا، اس سے اس مقدمہ میں ماخوذ اڈوانی، جوشی اور بھارتی کے لیے مشکلات بڑھا دی گئیں، لیکن اسی کے ساتھ جس فریق نے یہ سب کیا اس کو بابری مسجد کی زمین ہبہ کردی گئی۔ ایک اور دلچسپ تضاد یہ ہے کہ سیاحوں کے سفرناموں سے یہ تو پتہ چلا کہ وہاں پوجا پاٹ ہوتی تھی لیکن مسجد میں نماز ہوتی تھی اس کا ثبوت نہیں ملا کیونکہ ان لوگوں نے اس کا ذکر نہیں کیا، یعنی آج کے زمانے کا کوئی سیاح لکھے اس نے بنارس سے ایودھیا جانے والی ریل گاڑی دیکھی اور اس میں بیٹھے مسافروں کا ذکر نہیں کیا تو یہ سمجھ لیا جائے گا وہ خالی خولی بھاگتی تھی، یہ کون نہیں جانتا کہ مسجد دن میں پانچ وقت نماز پڑھنے کے لیے بنائی جاتی ہے، کیا اس حقیقت کا بیان ضروری ہے؟ اس فیصلہ میں کہا گیا ہے کہ سنی وقف بورڈ اس خطہ اراضی پر اپنا حق ملکیت ثابت نہیں کرسکا حالانکہ مسجد تو اللہ کی ملکیت ہے، مسلمان وہاں عبادت کرتے ہیں، سنی وقف بورڈ اس کا انتظام وانصرام کرتا ہے اور عدالت کے اندر مسلمانوں کی نمائندگی بھی کرتا ہے، سنی وقف بورڈ اگر اپنی ملکیت ثابت کرنے میں ناکام بھی رہا ہو تو مسجد کی زمین جنم بھومی نیاس کے حوالہ کرنے کا جواز کہاں سے آگیا؟ سپریم کورٹ کے فیصلہ میں چونکہ ایسی بہت ساری باتیں درج ہیں

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اس لئے مسلم پرسنل لاء بورڈ کا عدالت کا احترام کرتے ہوئے اور امن وامان قائم رکھنے کی اپیل کرنے کے باوجود نظر ثانی کے لیے عدالت عظمیٰ سے رجوع کرنا درست ہے۔ یہ اس کا حق ہے اور بجا طور پر اس کا استعمال ہونا چاہیے۔ کرکٹ میں امپائر کا فیصلہ آخری ہوتا ہے لیکن اس کا درست ہونا ضروری نہیں ہوتا، ایسا ہی معاملہ عدالت میں بھی ہوتا ہے اس لیے عدالت کے ہر فیصلہ کو قبول تو کیا جاتا ہے لیکن اس کو درست نہیں سمجھا جاسکتا، نچلی عدالت کے فیصلہ کو اعلیٰ عدالت میں چیلنج بھی کیا جاتا ہے لیکن عدالت عظمیٰ کے فیصلے پر اتمام حجت کے لیے صرف نظر ثانی کی درخواست دی جاسکتی ہے اور اب یہی ایک متبادل باقی ہے۔ کرکٹ میں تیسرے امپائر کی جانب میدان کا امپائر رجوع کرتا ہے، عدالت میں غیر مطمئن فریق یہی کام کرتے ہیں۔ ویسے جو لوگ کرکٹ دیکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ہمیشہ ایک ہی ٹیم فتحیاب نہیں ہوتی، ورلڈ کپ میں سب سے نیچے رہنے والا بھارت بھی اگلی بار ٹورنامنٹ جیت جاتا ہے، ایک مرتبہ جو ہارتا ہے اگلی بار وہ کامیاب بھی ہو جاتا ہے، یہ تو زمانہ کے نشیب و فراز ہیں جن کو رب کائنات مختلف لوگوں میں گردش کرتے رہتے ہیں تاکہ انہیں آزمایا جائے۔

اس بار حکومت اور انتظامیہ نے امن وامان برقرار رکھنے کے لیے جو غیر معمولی احتیاط اور اقدامات کئے وہ قابلِ تعریف ہیں، مودی سے لے کر یوگی تک اور سنگھ سے وی ایچ پی تک سب نے کشادہ دلی سے فیصلہ قبول کرنے اور امن و آشتی بحال رکھنے کی اپیل کی، اس کی وجہ ممکن ہے یہ رہی ہو کہ انہیں فیصلہ کا اندازہ ہو گیا تھا، ویسے اگر فیصلہ ان کی مرضی کے خلاف ہوتا تو اصل امتحان ہوتا لیکن عدلیہ نے انہیں اس آزمائش سے بچالیا، نئے چیف جسٹس ایس ایس بوبڑے تو پہلے ہی اعتراف کر چکے ہیں کہ حکومت سے ان کے تعلقات اچھے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ دونوں ایک دوسرے کا احترام کریں، لیکن جسٹس رنجن گوگوئی تو ان ججوں میں سے ایک تھے جنہوں نے حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا ان سے تو کم از کم یہ امید نہیں تھی، اس لیے فیصلہ کے بعد بے ساختہ یہ شعر یاد آ گیا:

منصف! تری عدالتوں کی شہرتیں بجا
پر میں اُجڑ گیا ہوں ترے فیصلوں کے بعد

عدالت میں سیاست کا داخلہ عدل کے پیروں کی زنجیر بن جاتی ہے، پچھلے دنوں اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے سپریم کورٹ کے معروف ایڈوکیٹ سنجے ہیگڈے نے ممبئی کے کسی وکیل کا حوالہ دے کر کہا تھا کہ عدالت سے لازماً انصاف نہیں ملتا لیکن جو ملتا ہے اسے عدل کہتے ہیں۔ بابری مسجد پر عدالت عظمیٰ کے فیصلہ نے ممبئی کے اس وکیل کی یاد دلا دی۔ سبری مالا کے معاملہ میں جب عدالت عظمیٰ نے قدیم ہندو روایات کے خلاف فیصلہ دیا تو اس کا سیاسی فائدہ اٹھانے کی خاطر بی جے پی کے صدر امیت شاہ کیرالہ پہنچ گئے تھے اور انہوں نے ایک خطاب میں کہا تھا کہ عدالت کو کوئی ایسا فیصلہ نہیں کرنا چاہیے جس پر عملدرآمد ممکن نہ ہو یا مشکل ہو۔ عدلیہ کے فیصلوں کو نافذ کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے اس لئے عدالت سے اس طرح کا مطالبہ درست نہیں ہے لیکن ایسا لگتا ہے کہ حالیہ فیصلہ میں اس کا بڑا لحاظ کیا گیا ہے۔

عدالت کا فیصلہ الہام نہیں ہوتا اس لیے غلط بھی ہوسکتا ہے لیکن قبول کرلینا پڑتا ہے، جنگ صفین کے موقع پر حضرت علیؓ کی زرہ گم ہوگئی، بعد میں آپؓ نے اس کو ایک یہودی کے پاس دیکھا تو فرمایا: یہ زِرہ میری ہے، میں نے تمہیں بیچی ہے نہ تحفہ میں دی ہے۔ یہودی نے کہا: یہ زِرہ میری ہے کیونکہ میرے قبضہ میں ہے چنانچہ وہ دونوں قاضی کے پاس پہنچے۔ قضیہ سننے کے بعد قاضی نے کہا: اے امیر المومنین! کیا آپ کے پاس کوئی گواہ ہے؟ فرمایا: ہاں، حسنؓ گواہ ہیں۔ قاضی نے کہا: بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں جائز نہیں۔ فیصلہ غلط تھا لیکن حضرت علیؓ نے قبول کرلیا۔ اس عادلانہ نظام کو دیکھ کر یہودی ایمان لے آیا۔ اس پر حضرت علیؓ نے خوش ہو کر اس زرہ کے ساتھ ایک گھوڑا بھی اس کو تحفہ میں دے دیا، اس واقعہ سے یہ سبق تو ملتا ہے کہ انفرادی سطح پر عدالت کا ناقص فیصلہ بھی قبول کرنا پڑتا ہے اور ایسا کرنے سے جو نقصان ہوتا ہے اس سے بڑا فائدہ بھی ہوسکتا ہے لیکن اجتماعی سطح پر غلط فیصلے کو قبول کرتے ہوئے اس کے خلاف آواز بلند کرنا بھی امت کی ذمہ داری ہے، مسلم پرسنل لا بورڈ فی الحال یہ فرض کفایہ ادا کر رہا ہے۔

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بابری مسجد

تاریخ کے آئینہ میں

قیام سے لے کر شہادت تک

پانچ صدیوں پر پھیلی ہوئی خونین داستان

1528ء

میں بابری مسجد کی تعمیر بابر کے سپہ سالار میر باقی نے ایودھیا میں کی، مسجد کے اطراف میں ایک قبرستان تھا، جس کا نام گنج شہیداں تھا۔

☆ ☆ ☆

1857ء

میں اس جگہ سے متعلق ایک تنازعہ کھڑا ہوا، جسے راجہ دیوی بخش سنگھ اور مولوی امیر علی کی مصالحتی کوششوں سے اس طرح سلجھایا گیا کہ بابری صحن کے چبوترے اور مسجد کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی گئی، انگریزوں نے بعد میں مولوی صاحب کو سزائے موت دے دی۔

☆ ☆ ☆

1883ء

میں فیض آباد کے ڈپٹی کمشنر نے چبوترہ پر مندر تعمیر کی درخواست مسترد کردی تھی۔

☆ ☆ ☆

1885ء

میں مسجد کے مسئلہ پر ہندو مسلم فساد پھوٹ پڑا، مہنت رگھوبر داس نے چبوترہ پر سائبان ڈالنے کے لئے ایک درخواست سب جج جے کشن کی عدالت میں داخل کی، تاکہ بت کو موسم کے شدائد سے محفوظ رکھا جائے، ۲۴؍دسمبر کو سب جج نے درخواست مسترد کردی، کہ اس سے ہندو اور مسلمانوں کے درمیان فساد اور خوں ریزی کی بنیاد پڑ جائے گی۔

☆ ☆ ☆

۲۲؍دسمبر 1949ء

کی شب میں چند شر پسند عناصر نے مسجد کا تالہ توڑ کر اندر مورتیاں رکھوادیں، دوسرے دن صبح جب مسلمان فجر کی نماز پڑھنے آئے تو اس وقت فیض آباد کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے یہ کہہ کر مسجد کو سیل کر دیا کہ اب اس کا فیصلہ عدالت سے ہوگا۔

☆ ☆ ☆

یکم فروری1986ء

فیض آباد ڈسٹرکٹ اور سیشن جج کرشن موہن پانڈے نے اصل نالش ۱۹۵۰ء، جس کے تحت مسجد کا تالہ مقفل کیا گیا تھا، خارج کرکے دروازے کھول کر مورتیوں کے درشن کی اجازت دے دی، اس طرح جج موصوف نے متنازعہ فیہ عمارت کا مکمل اختیار ہندؤوں کو دے دیا، محمد ہاشم اور دوسرے مسلم فریقوں کی اس مقدمہ میں فریق بننے کی درخواست کو جج نے مسترد کردیا، ضلع انتظامیہ کے ذریعہ مسجد کا تالہ توڑ کر پوجا اور درشن کی اجازت دے دی گئی، دور درشن کے ذریعہ اس کی خوب تشہیر کی گئی، چنانچہ یکم فروری کی شام پورے ملک میں یہ خبر پھیل گئی کہ بابری مسجد میں رکھی ہوئی مورتیوں کی عام پوجا اور درشن کی اجازت دے دی گئی ہے۔

☆ ☆ ☆

۳؍فروری 1986ء

محمد ہاشم نے اس فیصلہ کو چیلنج کیا، ڈسٹرکٹ کورٹ کے جج ہریش کمار نے آرڈر پاس کیا کہ حکم ثانی تک متنازع فیہ عمارت کی موجودہ پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

☆ ☆ ☆

۱۲/مئی 1986ء

یوپی سنٹرل سنی وقف بورڈ نے تالہ کھولنے کے خلاف ایک اپیل گذاری، جسٹس کے این مشرا نے اپیل قبول نہیں کی، لیکن فریق مخالف کو چند دستاویزات داخل کرنے کا حکم دیا، جو کبھی داخل نہیں کی گئیں۔

☆ ☆ ☆

۲۲/دسمبر 1986ء

بابری مسجد کو آرڈینیشن کمیٹی نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ احتجاجاً یوم جمہوریہ (۲۶/جنوری) کی تقریبات کا بائیکاٹ کریں۔

☆ ☆ ☆

۲۴/جنوری 1987ء

بی ایم سی سی نے یوم جمہوریہ کے بائیکاٹ کا فیصلہ واپس لے لیا۔

☆ ☆ ☆

مئی 1989ء

وشو ہندو پریشد نے ۲۵/کروڑ روپیوں سے بابری مسجد کی جگہ رام مندر کی تعمیر کا اعلان کیا۔

☆ ☆ ☆

۱۵/جولائی 1989ء

جسٹس یوسی شریواستو اور جسٹس سید حیدر عباس رضا پر مشتمل ڈویزن بنچ نے بابری مسجد رام جنم بھومی تنازعہ بہ سرعت حل کرنے کے لئے فیض آباد ڈسٹرکٹ کو، زیر سماعت مقدمہ کو لکھنؤ و الہ آباد ہائی کورٹ منتقل کرنے کا حکم دیا، معزز ججوں نے چیف جسٹس ہائی کورٹ سے اسپیشل بنچ کے لئے تیسرے جج کی تقرری کی درخواست کی۔

☆ ☆ ☆

۲۱/جنوری 1989ء

ہائی کورٹ کے کارگذار چیف جسٹس مسٹر کے سی اگروال نے اسپیشل بنچ کے لئے خود کو نامزد کیا۔

☆ ☆ ☆

۹/نومبر 1989ء

مجوزہ رام مندر کا شلانیاس وزیر داخلہ بوٹا سنگھ نے کیا۔

☆ ☆ ☆

۲۵/دسمبر 1990ء

بی جے پی صدر ایل کے اڈوانی کے ذریعہ سومنات سے اجودھیا تک رتھ یاترا شروع ہوئی، جس نے ملک کے امن و امان کو درہم برہم کر ڈالا، ملک میں کئی مقامات پر دنگے ہوئے۔

☆ ☆ ☆

۱۹/ اکتوبر 1990ء

وزیر اعظم وی پی سنگھ نے صدر جمہوریہ جناب آر وی وینکٹ رمن کے ذریعہ بابری مسجد رام جنم بھومی تحویل علاقہ آرڈیننس 1990ء جاری کیا۔

☆ ☆ ☆

۲۳/ اکتوبر 1990ء

بہار کے چیف منسٹر لالو پرساد یادو نے سمستی پور ضلع میں ایل کے اڈوانی کو گرفتار کرلیا۔

☆ ☆ ☆

۲۴/ اکتوبر 1990ء

اڈوانی کی گرفتاری سے مشتعل ہوکر بی جے پی نے وی پی سنگھ حکومت سے تعاون واپس لے لیا۔

☆ ☆ ☆

دسمبر 1991ء

میں پی وی نرسمہا راؤ کی حکومت نے عبادت کے تحفظ سے متعلق ایک بل پارلیمنٹ میں پیش کیا کہ، ۱۵/اگست ۱۹۴۷ء کو جس عبادت گاہ کی جو پوزیشن ہے، وہ برقرار رہے گی، البتہ بابری مسجد کو اس سے الگ رکھا گیا۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

☆ ☆ ☆

۳۰۔۳۱/ اکتوبر1992ء

وشو ہندو پریشد کے ذریعہ دھرم سنسد کا انعقاد کیا گیا، جس میں طے کیا گیا کہ ۶/دسمبر 1992ء سے رام مندر کی تعمیر کے لئے کارسیوا شروع ہوگی، اور مندر کے مکمل ہونے تک جاری رہے گی۔

☆ ☆ ☆

۶/دسمبر1992ء

ہزاروں کارسیوک مسجد پر چڑھ گئے ، اور مختلف اوزاروں سے اس کو منہدم کردیا، یہ سارا کام بی جے پی، وی ایچ پی، بجرنگ دل اور آرایس ایس کے رہنماؤں کی نگرانی میں ہوا، پولس و مرکزی فورس صرف تماشہ دیکھتی رہی، کارسیوکوں نے ایودھیا کی دیگر مساجد کو بھی نقصان پہنچایا۔

☆ ☆ ☆

۱۵/ دسمبر1992ء

آر ایس ایس، بجرنگ دل، وی ایچ پی اور جماعت اسلامی ہند پر پابندی عائد کردی گئی اور جسٹس لبراہن کمیشن کی سربراہی میں مسجد کے انہدام کی تحقیقات کے لئے ایکشن کمیشن قائم کیا گیا۔

☆ ☆ ☆

۱۵/ستمبر1997ء

الہ آباد ہائی کورٹ کا بنچ پھر سے بنا اور بابری مسجد مقدمہ کی سنوائی پھر سے شروع ہوئی۔

☆ ☆ ☆

دسمبر2010ء

میں، الہ آباد ہائی کورٹ کی لکھنؤ بنچ نے اس قضیہ کا فیصلہ سناتے ہوئے اس جائیداد کو تین فریقوں کے درمیان 1/3 کرکے اس طرح تقسیم کردیا کہ درمیانی گنبد رام للا براجمان فریق کے حوالہ کردیا۔

☆ ☆ ☆

2011ء

میں تمام فریقوں نے الہ آباد ہائی کورٹ کے فیصلہ کو سپریم کورٹ میں چیلنج کردیا۔

☆ ☆ ☆

مئی2019ء

میں سپریم کورٹ نے جسٹس خلیفۃ اللہ کی قیادت میں ایک تین رکنی ثالثی کمیٹی تشکیل دی، جس نے تمام فریقوں کے علاوہ متعدد ہندو مسلم شخصیات سے گفتگو کی، لیکن جولائی کے آخر میں کمیٹی نے رپورٹ دی کہ ثالثی کامیاب نہیں ہوئی۔

☆ ☆ ☆

۱۵/اگست2019ء

سپریم کورٹ میں مقدمہ کی لگاتار سنوائی ہوئی۔ جو چالیس دن کے بعد ۱۶/اکتوبر 2019ء کو مکمل ہوگئی اور سپریم کورٹ نے فیصلہ محفوظ کردیا۔

☆ ☆ ☆

۹/نومبر2019ء

کی صبح ساڑھے دس بجے سپریم کورٹ کی دستوری بنچ نے مقدمہ کا فیصلہ سنایا، بابری مسجد کی زمین رام للا براجمان کو دے دی، حکومت کو یہ احکام بھی دیئے کہ مسلمانوں کو ایودھیا ہی میں پانچ ایکڑ زمین مسجد کی تعمیر اور دیگر سرگرمیوں کی انجام دہی کے لئے دی جائے۔

حدیث نبوی

منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، جب اس کے پاس امانت رکھیں تو خیانت کرے۔

(صحیح بخاری، کتاب الایمان، حدیث:۳۳)

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

رواجی اور حقیقی مسلمان اور کارِ دعوت کی ترغیب

بوسد مہاراشٹر میں داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی کا ایک فکر انگیز خطاب

[چوتھی قسط]

ترتیب: مفتی محمد روشن شاہ قاسمی، بانی و مہتمم دارالعلوم سونوری، ضلع اکولہ

''پریتی'' ہاکی کھلاڑی ''عفیفہ'' بنی

آپ نے سنا ہوگا اور ارمغان میں، پچھلے دنوں ہندوستان کی ایک خاتون ہاکی کھلاڑی کا واقعہ شائع ہوا تھا، وہ کھلاڑی ''پریتی'' ہریانہ کی رہنے والی ہے، ہمارے ساتھ حاجی عبداللہ آئے ہوئے ہیں، ان کا پورا خاندان وہاں پر ہے، بڑی تعداد مرتد ہوگئی ہے، جاٹوں کا علاقہ ہے، اور اس میں بڑی تعداد میں عام ہندوؤں سے زیادہ سخت، مضبوط ہندو، اور مسلمانوں اور اسلام کے نام سے چڑھنے والے لوگ رہتے ہیں، وہاں کی رہنے والی ہندوستان کی ہاکی کی سینٹر فارورڈ کھلاڑی، ہاکی میں جو آگے پہلے گول کرنے والا مین کھلاڑی ہوتا ہے وہ بہت اہم ہوتا ہے، مردوں سے آگے بڑھنے کے جذبہ سے وہ ہاکی کھیلنے لگی، اور پھر اس نے ہندوستان بھر میں بڑا نام پیدا کیا، پھر ڈنمارک گئی، وہ ڈنمارک، جہاں سے ایک زمانہ تک ہمارے نبی ﷺ کے خلاف گستاخانہ کارٹون چھپتے رہے، اور مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی رہی، اُس ملک میں جا کر ہدایت یاب ہوئی، وہاں کی ایک کھلاڑی تھی ہاکی کی ''مریٹنی''، پریتی کو اُس کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہوگئی ہے اور برقعہ پہننے لگی ہے، تو اسے بڑا غصہ آیا، کہ لڑکیاں ہاکی میں آتی ہی کم ہیں، وہ مسلمان ہوکر باہر چلی جاء گی، یہ سوچ کر اُسے فیلڈ میں واپس لانے کے لئے اُس سے ملنے کے لئے گئی، وہ ایک جنازہ میں جارہی تھی، موزہ پہنے ہوئے، دستانے اور نقاب، پریتی نے دیکھا تو پوچھا یہ کیا حلیہ بنارکھا ہے تمہارا دم نہیں گھٹ رہا ہے اس میں، تم انسان ہو مالک نے آزاد بنایا ہے، تم نے یہ کیا بنارکھا ہے، اچھا تم ''پریتی'' ہو اُسے پہچان لیا اُسے ٹی وی پر دیکھا تھا، اس کا کھیل بھی دیکھا تھا، کہا تمہارا کھیل تو مجھے بہت پسند ہے، میں تم سے خود ملنا چاہتی تھی، اب تو میں جنازہ میں جارہی ہوں، کل تم آؤ میرے یہاں پر لنچ یا ڈنر پر، وہ پہنچی، پوچھا یہ کیا حلیہ بنارکھا ہے تم نے، اُس نے کہا کہ یہ حلیہ تو بعد میں بتاؤں گی، تم ایسا کرو اس برقعہ کو اوڑھو، یہ دستانہ پہنو اور موزہ پہنو، اور اس گلی کے تین چکر لگاؤ، اس نے بڑی مشکل سے اس کا حکم مانا اور چکر لگانے نکل پڑی، تو اُس نے جو کچھ دیکھا تو کہا ارے واہ، اس میں عورت کی کیسی حفاظت ہے، کیسا اکرام ہے، میں تو سمجھتی تھی دم گھٹے گا، ارے واہ بھائی واہ، ارے واہ۔ تو اُس ''بریٹنی'' نے جواب ''سعدیہ'' ہوگئی ہے، کہا کہ جس اسلام نے یہ پردہ کا نظام بنا کر عورت کی عزت اور وقعت کو بڑھایا ہے، تم اس کو قبول کرلو'' پریتی'' نے کہا میں مسلمان ہوجاؤں؟ کہا ہاں! اس نے کہا میں مسلمان کہاں ہوجاؤں گی؟ میں نے تو ٹھان رکھی ہے کہ تمہیں فیلڈ میں لا کر چھوڑوں گی، مریٹنی نے کہا کہ میں نے اللہ سے دعا کی ہے کہ میں ''پریتی'' کو برقع میں لا کر چھوڑوں گی۔

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

حق آیا اور باطل گیا، ہمارے ذہنوں میں ہے باطل آیا، اور ہائے اندھیرا، ہائے اندھیرا کہتے رہتے ہیں، اندھیرے پھیلا نہیں کرتے، اندھیرے خالی جگہ گھیرتے ہیں، قرآن نے کہا ہے' اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا باطل تو جانے کے لئے ہوتا ہے، جمنے کے لئے نہیں ہوتا، باطل جمنے کے لئے نہیں باطل جانے کے لئے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہوتا ہے، اندھیرے کے سامنے بڑے ہال میں جہاں گھپ اندھیرا ہو، ذرا سی ماچس جلایئے ، اندھیرا رخصت، ہم کہتے ہیں ہائے اندھیرا، ہائے اندھیرا، یہ کہنے سے تو کام نہیں چلے گا۔

مریتی نے اُس سے کہا کچھ کتابیں لیجاؤ پڑھنا، یہاں آئی تو یہاں ہوشیار سنگھ جو پہلے مرتد ہو گئے تھے بعد میں اللہ کا شکر ہے حج کرنے گئے، جماعت سے جڑ گئے، مسجدیں بناتے ہیں، اُن کی ایک بچی کپ میں کھیلنے کے لئے جارہی تھی، وہ اُس پریتی سے ملنے گئی، اُس نے کہا کہ تمہارے پتا جی مسلمان ہو گئے، جواب دیا کہ مسلمان ہوئے نہیں، پہلے سے مسلمان تھے، چھپ رہے تھے، پھر دوبارہ ہو گئے، آج کل بہت لوگ مسلمان ہو رہے ہیں، اُس سے آپس میں ذکر کرنے لگی، اُس نے آکر اپنے والد سے کہا، اُنہوں نے کہا: کتاب دینی چاہیے تھی اُسے، تو ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' لے جاکر دے دی، کچھ دنوں کے بعد اس نے اُس سے کہا کہ مجھے ملواؤ، وہ مجھ سے ملنے کے لئے آئی، تیار تو تھی ہی، برقعہ نے اُسے مسلمان کر دیا تھا، صرف بتانے کی ضرورت نہیں تھی، وہ تو خود آئی تھی بے چاری، میں نے کلمہ پڑھایا اور ''عفیفہ'' نام رکھا، پھر خیال ہوا، اپنی بچی سے کہا کہ کسی عورت کا انٹرویو بہت دنوں سے نہیں آیا، تو میں نے فون کیا ''پریتی'' کو، عفیفہ ہی کہا میں نے اُن کو کہ عفیفہ، ارمغان میں ایک مضمون چھپتا ہے تو تم آکر اپنی باتیں کیسی مسلمان ہوئی ذرا بتا دینا، میں ایک دن گھر سے نکل رہا تھا تو دیکھا کہ ایک لڑکی ہے، جو برقع اوڑھے ہوئے ہے اور دستانہ، موزے لپیٹے ہے، میں نے کہا کون آیا ہے تو مری بچی نے کہا ابی ''پریتی'' ہے، تو اُنہوں نے کہا کہ بہن تم تو ''پریتی'' مت کہو، تم نے ہی تو نام ''عفیفہ'' رکھا تھا، شرک سے تم اب بھی یاد کر رہی ہو، میں نے کہا کہ تم کہاں رہ رہی ہو، تم نے گھر چھوڑ دیا؟ کہا نہیں میں، وہیں ہندو کے گھر میں رہ رہی ہوں، میرے باپ، اُن کے بھائی ایک پی ایس سی ہیں، اور اُن کے دوسرے بھائی بھی ہیں جو ایس ایچ او ہیں، اور والد جو ہیں ایک بڑا اسکول چلاتے ہیں، پورا خاندان پڑھا لکھا ہے، میں نے جاکر کہہ دیا کہ کوئی نامحرم میری گھر کی باؤنڈری میں داخل نہیں ہو سکتا، ڈرائنگ روم میں مل کر واپس کر دو، گھر میں رہ رہی ہوں برقع کے ساتھ اور نقاب کے ساتھ، وہ انٹرویو دے کر گئی!

من حیث القوم تبدیلی کی وارننگ

انہی دنوں میں ٹھیک اُسی کے ساتھ ایک خبر تھی، اُس خبر میں لکھا ہوا تھا کہ الجزائز کے ایکس پٹرولیم منسٹر عبدالعزیز شیخ جیسا کچھ نام تھا اُن کا، وہ سوئزرلینڈ جاکر رہنے لگے ہیں، اور اسلام چھوڑ کر عیسائیت قبول کر لی ہے، آج کل بالکل اسی طرح کی خبریں آرہی ہیں، اِدھر سے جانے کی اور اُدھر سے اسلام میں آنے کی، اور یہ بہت فکرمندی کی بات ہے۔

اللہ ہدایت کا انتظام ایسے بھی کرتے ہیں

کچھ دن پہلے بمبئی کا سفر تھا، تو منصور پور ایک جگہ ہے پٹیالہ ضلع میں پنجاب میں، قاضی سلیمان منصور پوری، اُن کی کتاب ہے ''رحمۃ للعالمین'' میرے حضرت والا نے میری محسن کتابوں میں سرفہرست اُس کا ذکر کیا ہے، اُردو ادب جتنا ناز کرے اُس پر کم ہے کہ اُس میں ایسی کتاب لکھی گئی سیرت پر، وہ منصور پور کے رہنے والے ہیں، پٹیالہ پنجاب کے، وہاں ہمارے ایک ساتھی کام کرتے ہیں، مسجدیں وغیرہ واگزار کراتے ہیں، نوعمر ہیں، حافظ یعقوب صاحب، اُن کا فون آیا کہ گیانی جی بہت پریشان ہیں، وہ ہمارے گاؤں کے پردھان بھی ہیں، اور گرنتھی ہیں گردوارہ کے، اور یہ آپ کو کچھ بتانا چاہتے ہیں، اُن کا عجیب معاملہ تھا: انھوں نے بتایا کہ اُن پر ایک آتما مسلط ہے، اور وہ مجھے نماز پڑھاتی ہے، کہتی ہے کہ نماز پڑھ، نماز پڑھ، مارتی ہے، کبھی کچھ کرتی ہے، کبھی کپڑوں میں آگ لگا دیتی ہے، کبھی نماز نہیں پڑھتا ہوں تو صبح کو اُٹھاتی ہے نماز کے لئے، تو میں ڈر کے مارے نماز پڑھنے لگا، چلو بھائی مار کے ڈر سے نماز پڑھ لی، اب وہ کہتی ہے کہ تو مسلمان تو ہے نہیں، نماز پڑھنے سے کیا فائدہ؟ اس لئے اب مسلمان ہو جا۔ گرنتھی جی

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نے کہا: اجی کوئی علاج بتائیے کہ مجھے مسلمان نہ ہونا پڑے، اور اس سے جان بچ جائے۔ میں نے کہا گرنتھی جی آپ کے ساتھ مالک کی مہربانی ہے، کوئی آدمی ڈوبنے جارہا ہو، یا آگ میں گرنے جارہا ہو تو کوئی کنپٹی میں پستول لگا کر کہے کہ خبردار آگ میں جلا تو! تو یہ احسان ہے اس کا۔ مرنے کے بعد جو مسئلہ پیش آئے گا اس لے لحاظ سے بہت اچھا ہے کہ آپ مان لیں، وہ یقیناً آپ سے محبت کرتا ہے، اسی لئے ایسے کہتا ہے، مایوس ہو کر اُنھوں نے فون کاٹ دیا۔ تھوڑی دیر میں حافظ یعقوب کا فون آیا کہ وہ کہتے ہیں کہ کوئی ایسا علاج بتاؤ جو مسلمان نہ ہونا پڑے، آپ کوئی علاج بتادیجئے؟ میں نے کہا بیوقوف آدمی تم یہ کہہ رہے ہو، تو علاج کیا ہوگا، کفر وشرک سے بڑی ہلاکت اور اس سے بڑی بیماری اور کیا ہوسکتی ہے،، ان کو ترغیب دو، ان کو سمجھاؤ، موقع سے فائدہ اُٹھاؤ، اور انہیں کلمہ پڑھاؤ، شام کو فون آیا کہ کلمہ پڑھ لیا گیانی جی نے۔

میں بمبئی میں ہی تھا، اچانک فون آیا کہ گرنتھی جی بہت پریشان ہیں، بات کرنا چاہتے ہیں، میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ کہنے لگے، کہ میں بچپن سے ہی صبح صبح گروگرنتھ صاحب کا پاٹھ کرتا ہوں، صبح تین بجے میرے دل میں گدگدی سی اٹھی، تو مجھ سے رہا نہیں گیا، میں ساڑے تین بجے گرودوارے میں پہنچا پاٹھ کرنے کے لئے، تو وہ آتما فوراً آگئی، بڑی ڈراونی سی شکل تھی، اور میری گردن پکڑ کر دے مارا، کہا کہ نالائق جھوٹے تو مسلمان ہوگیا تھا، اب پھر گردوارے میں آرہا ہے، آج تجھے جان سے ماروں گا، حضرت صاحب اب آپ مجھے مسلمان کرلو، اب میں سچے دل سے مسلمان ہورہا ہوں، نہیں تو وہ مجھے جان سے مار دے گا، میں نے ان سے کہا سچے دل سے کہاں ہورہے ہو؟ اب بھی جان سے ڈر کر ہورہے ہو، وہ بولے: نہیں حضرت صاحب اب میں جماعت میں بھی جاؤں گا اور واپس گرودوارہ نہیں جاؤں گا کسی بھی طرح، جو آپ کہیں گے وہی کروں گا، اور میں نام بھی بدل لوں گا، سب کچھ کرلوں گا، میں نے کلمہ پڑھوایا، تو اُنہوں نے کلمہ پڑھا۔

اسلام میں آنے اور واپس جانے کے واقعات

ایک مفتی یعقوب صاحب ہیں، جو پہلے ہمارے ساتھ پنجاب میں کام کرتے تھے، وہ پنجاب چھوڑ آئے تھے گھریلو حالات کی وجہ سے، اور بمبئی میں ایک مسجد میں امامت کرنے لگے، بہت متحرک آدمی ہیں، اُن کا فون آیا، کہا کہ میں بہت شرمندہ ہوں اتنے دنوں سے رابطہ نہیں کرسکا، میں سوچتا ہوں کہ میں کیا کروں ، میں نے کہا کہ بمبئی میں دعوتی کام کیجئے، پوچھا کہ آپ دو دن یہاں رہیں گے تو دو دن میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔ وہ دو دن میرے ساتھ رہے، مغرب کے بعد کسی جگہ پروگرام تھا، میں وضو کرنے کمرہ میں گیا، تو وہ بھی وہاں سامنے موجود تھے، اچانک ان کے گھر سے فون آیا اُن کے پاس، اُنہوں نے دو تین دفعہ اناللہ پڑھی، اور پھر چہرہ اُتر گیا، میں سمجھا شاید گھر سے کسی کے انتقال کی خبر آئی ہے، لیکن لوگ مجھے پروگرام میں لے کر چلے گئے، مجھے جلدی تھی، اور تقریر کا اعلان کردیا گیا تھا۔ تقریر ختم ہونے کے بعد عشاء کے بعد میں نے پوچھا کہ مفتی صاحب خیریت تو ہے، کسی کا انتقال ہوگیا ہے گھر میں؟ کہا: نہیں حضرت، انتقال سے بھی بہت بری خبر ہے، میں نے پوچھا کیا خبر ہے، بولے: ہمارا گاؤں مسلمانوں کا گاؤں ہے، جاٹ برادری سے تعلق ہے، اور ہمارے گاؤں کا جو پردھان ہے، جو بہت سارے ووٹوں سے جیتا تھا، مسلمانوں نے ووٹ دے کر اُسے پردھان بنایا تھا، وہ عیسائی ہو کر تین سو ۳۰۰/ بائبل مسلمانوں میں تقسیم کرچکا ہے، پہلی خبر دینے والا بھی یعقوب، وہ بھی منصور پور سے حافظ یعقوب، اور یہ خبر دینے والا بھی مفتی یعقوب، ایسی خبریں اِدھر سے جانے کی اور اُدھر سے آنے کی، آرہی ہیں۔

میرے بزرگو! کتنے ہی واقعات میں سنا سکتا ہوں، بہت دیر ہوگئی ہے اور بہت دیر سے آپ سن رہے ہیں، یہ انفرادی تبدیلی اور جزوی تبدیلی ہورہی ہے اور علماء اس طرف گئے ہیں کہ: وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ ()

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

میں، من حیث القوم تبدیلی کی وارننگ بھی ہے، ایسا لگتا ہے کہ اُن لوگوں کو، چاہے وہ عیسائی ہوں، چاہے وہ ہمارے ملک کے ہندو ہوں، اُن سب کو اسٹیج پر لانے کے لئے تیار کیا جارہا ہے، اور وہ رکاوٹیں اور وہ دوریاں جو اسلام میں آنے کی ہیں وہ خود ان کے اندر سے پوری کی جارہی ہیں، کہیں وہ ہندو مذہب چھوڑ کر اعلان کررہے ہیں کہ ہم ہندو نہیں رہے، کہیں یہ کہہ رہے ہیں کہ ہندو کوئی مذہب نہیں، ہمارے یہاں برادران وطن کا یہ حال ہے، کہیں کسی طرح کے حالات، کہیں کسی طرح کے حالات، یہ بالکل تبدیلی کی وارننگ ہے۔تبدیلی کا الارم۔

قیامت کا الارم

ہمارے ایک بھانجہ کے بچہ کی ختنہ ہورہی تھی، میں اتفاق سے وہاں پہنچ گیا، معلوم ہوا جو خلیفہ جی ختنہ کرنے آئے ہیں، انھوں نے ابھی بہت بڑا گھر بنایا ہے دومنزلہ، میں نے کہا کہ کوئی بیٹا سعودی عرب چلا گیا ہے کیا؟ تو اُنہوں نے بتایا کہ نہیں، میں چھٹی میں اُتر کاشی گیا تھا ختنہ کرنے کے لئے، پانچ سو روپیہ لیتا تھا ایک ختنہ کے، تو پتا نہیں کتنی تعداد بتائی، پانچ سو یا کتنے ختنہ کئے، میں نے کہا کہ اُتر کاشی میں ختنہ کی ہے آپ نے، انھوں نے کہا کہ کوئی پانچ سو دیتا تھا اور کوئی ہزار دیتا تھا، دوہزار دیتا تھا، ایک ہی سیزن میں میرا گھر بن گیا، میں نے پوچھا کہ وہاں تو کوئی مسلمان نہیں ہے، اُتر کاشی تو ہندوؤں کا تیرتھ ہے، ہمارے ہندو بھائیوں کا، وہاں کہاں آپ ختنہ کرنے گئے تھے، کہنے لگے کہ ایک مسلمان بچہ کی ختنہ کی، باقی سارے ہندوؤں کے بچوں کی ختنہ کی، آپ دیکھئے یہ مسلمانی ایک بڑی رکاوٹ تھی اسلام کی راہ میں، اب وہ لوگ بھی ختنہ کرارہے ہیں، اب تو بڑے اچھے ہسپتالوں میں باقاعدہ فارم بھرنا ہوتا ہے، جب بچہ کی ولادت کے لئے ماں جاتی ہے، تو اُس میں لکھنا پڑتا ہے کہ ہمیں ختنہ نہیں کرانی ہے، نہیں تو پیکج کے ساتھ ختنہ کی فیس شامل ہوتی ہے، جو پیکیج ہے ولادت کا 'میٹرنیٹی کا اُس کے ساتھ ختنہ کی فیس شامل ہوتی ہے، اور سرجن ڈاکٹر کو بلایا جاتا ہے۔ یہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ انتظام کررہا ہے ان کو اسٹیج پر لانے کے، اگر ہم اسی طرح غفلت میں رہے، اور نبی کا راستہ اور سبیلِ رب چھوڑ کر، کہ فلاں تو یوں کہتے ہیں، اور فلاں حضرت تو یوں کہتے ہیں، وہ یہ کہہ رہے ہیں، وہ تحریک یہ کہہ رہی ہے، نبی کے راستہ کو چھوڑ کر، قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ، اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ () یہ میرا راستہ ہے، اللہ کی طرف بلانے کا، بصیرت کے ساتھ، دانائی کے ساتھ، انشراح کے ساتھ، اطمینان کے ساتھ، دھن کے ساتھ، تڑپ کے ساتھ، لگن کے ساتھ، اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ () اور جو میری اتباع کرنے والے ہیں، اُن کا بھی یہی راستہ ہے، کس کو ڈرانے کا راستہ ہے، لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ آبَاءُ هُمْ فَهُمْ غَافِلُوْنَ (۵۸) وہ جن کے باپ دادوں کو بھی کسی نے نہیں ڈرایا، اُن کو اللہ کی طرف بلانے کا راستہ ہے، یہ میرا کام ہے، اس کو چھوڑے رکھا، تو خدانہ کرے، خدانہ کرے، اس سے پہلے کہ ہم سے چھین کر دوسروں کو دینے کا فیصلہ ہو، ہمیں بانٹنے والا بن جانا چاہیے۔

دعوت جائے رضا تک پہنچنے کا راستہ

میرے دوستو! یہ محبوبیت اور مقبولیت، اللہ کی رضا، اور جنت تک پہنچنے کا راستہ ہے دعوت الی اللہ، ہدایت اُتری ہوئی ہے اس وقت، لوگ جوق در جوق آرہے ہیں، جو لوگ ارادہ کرکے اور اپنے منصب کو پھر دوبارہ حاصل کرنے کے لئے ارادہ کرلیں کہ ہمارے حصہ میں آجائے، تو ہمیں کوشش کرنی چاہئے، آج لوگ از خود اسلام قبول کرنے کے لئے تلاش کرتے پھر رہے ہیں، اور ہر کچے اور پکے گھر کے اندر اسلام داخل ہونے کے جو حالات ہوتے چلے جارہے ہیں، وہ ہمارے حصہ میں آجائیں، تو کچھ ہمارا دھندا صحیح ہوجائے، ہماری کوشش ہوتی ہے کہ ہمارا دھندا چل جائے، ہمارا مال بک جائے، ہمارے پیسے بن جائیں، ہمارا روز گار چل جائے، دعوت کا کام یہ دھندا ہے ہمارا، کتنے نفع والا دھندا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ تیری وجہ سے ایک آدمی کو

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہدایت مل جائے تیری نجات کے لئے کافی ہے۔تیری وجہ سے ایک آدمی کو ہدایت مل جائے، جنت تیرے لئے واجب ہے () اور بھی بہت سارے فضائل ہیں، میں اکثر سنایا بھی کرتا ہوں، بس اس وقت میں ان دو ہی باتوں پر اکتفا کرتا ہوں۔

ہمیں داتا بنایا اور ساری دنیا کو مدعو بنایا

میرے بزرگو! ہمیں اللہ نے یہ راستہ عطا فرمایا اپنے فضل سے، ختم نبوت کا اعلان کرکے ہمیں ید العلیا بنایا ہے، ہمیں سخی بنایا، ہمیں داتا بنایا، ساری دنیا کو مدعو، ہمارا متعلم، ہمارا شاگرد، ہمارا مریض بنایا، اللہ نے یہ فضل ہمیں بخشا تھا، ہم نے اپنے ہاتھوں خود اپنی گدی کھودی، اور ہم خود بھکاری بن گئے، یہ ذلت، یہ مظلومیت اور یہ محکومیت، یہ مغلوبیت، ہرگز ہرگز ہمارے اندر سے نہیں جاسکتی، جب تک ہم پھر ید العلیا نہیں بنیں گے، اپنے داعیانہ منصب کے ساتھ جینے کا عزم نہیں کریں گے۔

داعیانہ منصب کے ساتھ زندگی گذارنے کا عہد

کتنی محبت کے ساتھ آپ دن بھر کے تھکے ہارے یہاں بیٹھے ہیں، یہاں بیٹھ کر عزم کریں، آپ کا بھی حق ہے اور میرا بھی حق ہے آپ پر کہ میں نے اتنی دیر سنایا ہے، ہم اس مجلس کے اختتام پر ارادہ کریں اور وعدہ کریں اللہ کے سامنے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے داعی بنا کر اس منصب پر فائز کیا ہے، انشاء اللہ داعیانہ منصب کے ساتھ زندگی گذاریں گے۔گذاریں گے انشاء اللہ؟ ہاتھ اُٹھائیں بھائی، پھر انشورنس کے لئے کم سے کم پہلے قدم کے طور پر نیت کیجئے کہ میں یہاں اللہ کو حاضر ناظر جان کر اپنے داعیانہ منصب پر کھڑا ہونے کے لئے پہلے قدم کے طور پر اپنے فلاں بھائی کی نیت کرتا ہوں، کسی ایک آدمی کی نیت کر لیجئے، اپنا عزیز دوست جو اپنے قریب میں رہتا ہو، آپ کو اخبار دیتا ہو، آپ کو دودھ بیچتا ہو، آپ کو پڑھاتا ہو پڑھتا ہو، آپ کا ڈاکٹر ہو، آپ نیت کیجئے کہ میں پہلے قدم کے طور پر اپنے اُس خونی رشتہ کے بھائی، اور نبیؐ کے اُمتی اور رب کے بندے تک دین پہنچانے کی کوشش کروں گا۔آپ کو کوشش کرنی ہے، ہدایت نہیں دینی ہے، ہدایت تو اللہ دینے والے ہیں، نبیوں کے بس میں بھی نہیں ہے ہدایت دینا، آپ کو صرف کوشش کرنا ہے، کوشش کرنے میں کیا خرچ کرنا ہے، اسی مجلس میں اُس کے لئے دعا کرنا شروع کردیجئے، اللہ کے بندوں کو نشانہ بنا کر ہدایت کی دعا کرنا نبی کریم ﷺ کی ایسی متروک سنت ہے، جو خواص اُمت میں بھی نہیں پائی جاتی، اگر کسی سنت کے عمل پر سو بار شہید ہونے کا ثواب ملتا ہے () تو آپ کو اِس سنت پر عمل کرنے سے سو بار شہید ہونے کا ثواب ملے گا صرف دعا پر، آپ دعا مانگیں اے اللہ اُس کو ہدایت دیجئے، اے اللہ اُس کو ہدایت دیجئے، تو اس سے اپنی ذات سے بے اعتمادی اور اللہ کی ذات پر اعتماد پیدا ہوگا، بڑے سے بڑے آدمی کو دعوت دیتے ہوئے آپ جھجکیں گے نہیں، اور کوئی اسلام قبول کرلے گا تو اکڑیں گے نہیں، اور پھر جب یہ مانگیں گے اے اللہ اُس کو آگ سے بچا دیجئے، تو ترس پیدا ہوگا، بَاخِعٌ النَّفْس جو نبی کی سب سے بڑی سنت ہے، ایک سو اٹھائیس ۱۲۸ر آیتوں میں قرآن مجید نے آپ ﷺ کے اُس درد اور سوز کا ذکر کیا ہے: کہ اے نبیؐ! اپنی جان کو ہلاک کردیں گے اس غم میں کہ یہ لوگ ایمان لے آئیں، اس ترس کے ساتھ کام کریں گے تو اللہ ہدایت دیدیں گے۔میری کتاب ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں مراٹھی زبان میں بھی شائع ہوگئی ہے، کچھ نہیں کر سکتے ہیں تو کم سے کم یہی کتاب ان تک پہنچائیے، اس کتاب میں بہت مختصر الفاظ میں محبت کی زبان میں مکمل دعوت پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، بہت سے لوگ اللہ کا شکر ہے اُسے پڑھ کر مسلمان ہوئے ہیں، مدعو لوگوں سے پوچھئے اُن کا کوئی پرابلم، کوئی پریشانی، پریوار میں، کاروبار میں، اللہ مسئلہ کو حل کرنے والا ہے، ان سے کہئے کہ: اللہ کے دو نام ہیں یا ھادی اور یا رحیم، ھادی کے معنی منزل تک پہنچانے والا، رحیم کے معنی سب سے زیادہ دیا کرنے والا، صبح صبح اُٹھ کر سو سو بار یا ھادی یا رحیم پڑھ لیا کرو، اللہ کے نبی ﷺ کا ایک فرمان میں نے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کہیں پڑھا تھا کہ جو شخص ھادی اور رحیم سے اللہ کو یاد کرتا ہے، حسن خاتمہ اُس کا اللہ کے ذمہ ہے، کتنے لوگ صرف یاھادی یا رحیم پڑھ کر ہدایت یاب ہوگئے، میرے خیال سے ہندوستان کے بیسیوں علماء نے مجھے بتایا کہ مدعو کو کچھ کہہ نہیں سکے دعوت نہیں دے سکے۔لیکن ایک مسئلہ کے سلسلہ میں یاھادی اور یا رحیم پڑھنے کو بتایا اور وہ آیا ہمارے پاس خود کہ مجھے مسلمان کر لیجئے، کتنے لوگوں کے ساتھ ایسا ہوتا ہے، اتنا تو بتا ہی سکتے ہیں۔ایک آدمی ہدایت یاب ہو جائے گا تو آپ کے سامنے دروازے کھل جائیں گے دعوت کے، اور آپ یَدُ الْعُلْیَا بن جائیں گے، اس لئے نیت کر لیجئے۔آپ نے ہاتھ اُٹھائے ہیں، اب دوبارہ نشانہ بنا کر ہاتھ اُٹھائیے کہ میں نے اس پہلے قدم کے طور پر اپنے فلاں بھائی کی نیت کی ہے۔نیت کر کے ہاتھ اُٹھا لیجئے۔دیکھئے وقت ختم ہوگیا ہے۔جلدی سے سب لوگ ہاتھ اُٹھائیں کوئی بھی باقی نہ رہے، نیت کیجئے اور نشانہ بنائیے۔ [تشکیل دعوت.......]

میں چار پانچ سال سے تشکیل کر رہا ہوں، اور میں سفر سے واپس گھر نہیں پہنچتا اور مجھے خبریں آنے لگتی ہیں کہ کل جن لوگوں کی ہم نے نیت کی تھی آج ہدایت یاب ہوگیا۔کل ہم لوناواڑہ سے نکلے ہیں، لوناواڑہ میں ایک پروگرام تھا، رات میں میں نے تشکیل کی کل دو تین مجلسوں میں، اور آج میں نے فون بالکل ذراسی دیر کے لئے کھولا، بس چھ سات منٹ کے لئے ایک دفعہ، اور پانچ منٹ کے لئے ایک دفعہ، دو لوگوں کی خبریں آئیں، کہ الحمدللہ کل جس کی ہم نے نیت کی تھی وہ آج مسلمان ہوگئے ہیں۔ایک تو کل ہی ہوگئے تھے کل میں نے ہی کلمہ پڑھایا۔اب آپ نے ان سے محبت سے بات کی تو اللہ سے امید ہے، آپ دیکھیں گے کسی ایک کو ہدایت ضرور ہو جائے گی، پھر آپ دیکھیں گے کہ آپ کے راستہ کھل جائیں گے۔

خیر القرون اور صحابہؓ کی یاد تازہ کرنے والی کتاب

یہ ''نسیم ہدایت کے جھونکے'' ایک کتاب ہے، جس میں نومسلموں کی کارگذاریاں ہیں، اسلام قبول کرنے والے ہمارے بھائیوں کی ایسی درد بھری داستانیں ہیں، جن کو پڑھ کر ہر ایک آدمی متأثر ہوتا ہے، حضرت مولانا مفتی سعید صاحب پالن پوری شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند نے ایک مرتبہ پہلی جلد پڑھ کے یہ بات فرمائی تھی کہ میں دل اور آنکھوں پر قابو نہیں پا سکا، اس کتاب کو پڑھنے میں، اور مجھے ایسا لگا کہ کچھ وقت میں نے خیر القرون یعنی صحابہؓ کے ساتھ گذار دیا۔

ایمان کی کیفیت پیدا کرنے والی کتاب

جنید جمشید کو آپ جانتے ہیں بہت بڑے داعی تھے، اُنہوں نے مجھے اپنے ہاتھ کے بیگ میں حج میں دکھایا کہ جس میں پاسپورٹ رکھتے ہیں، اس میں یہ کتاب رکھتے ہیں، بتایا کہ رات کو سوتا ہوں، تو سوچتا ہوں کبھی موت آجائے تو ایمان کی کیفیت کے ساتھ مروں، اس لئے اس کتاب میں سے کوئی حصہ پڑھ کر سوتا ہوں تاکہ ایمانی کیفیت کے ساتھ مروں۔

اس کے علاوہ ارمغان میں جو دعوتی مضامین چھپے ہیں اُن میں تحفہ دعوت، ارمغان دعوت، ہدیہ دعوت، دعوت فکر عمل، ہر درد کی دوا ہے صلی علی محمد وغیرہ یہ بھی ہیں اور آپ کی امانت آپ کی سیوا میں، ہندی میں نسیم ہدایت کے جھونکے بھی ہیں، ان سب سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، لیکن مقصود یہ ہے کہ ہمیں دعوت کا کام کرنے میں رہنمائی ملے، کہ کس طرح لوگ اسلام میں آتے ہیں اور کیا اس کام کے کرنے کا طریقہ ہے۔

اللہ تعالیٰ، آپ کریم میزبانوں نے مجھ چھوٹے کھوٹے مہمان کو جس محبت کے ساتھ سنا اور جس جذبہ کے ساتھ اُس کا استقبال کیا اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں اُس کا اجر عظیم عطا فرمائیں اور آپ کے ان ہاتھوں کو جو آپ نے ارادوں اور وعدوں کے لئے اُٹھائے ہیں، پورے عالم کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائے۔آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

[ختم شد]

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نسیم ہدایت کے جھونکے

محترمہ خدیجہ خاتون سے ایک ملاقات

انٹرویو: ثنا حذیفہ

ثنا حذیفہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدیجہ خاتون: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

س: میرا نام ثنا ہے، ماموں کا حکم تھا کہ میں آپ کا انٹرویو لوں، تو بہن بتایئے کہ آپ کا پہلے نام کیا تھا اور اب کیا نام ہے؟

ج: جی میرا پہلا نام ببلی جوہر تھا اور اب اسلام قبول کر لینے کے بعد میرا نام خدیجہ خاتون ہے۔

س: آپ کو اسلام میں آئے ہوئے کتنا وقت ہو گیا ہے؟

ج: مجھے اسلام میں آئے ہوئے تقریباً چھ سال ہو گئے ہیں۔

س: آپ کہاں کی رہنے والی ہیں، اور آپ کے گھر میں کون کون لوگ ہیں، اپنی فیملی کے بارے میں تھوڑا سا تفصیل سے بتایئے؟

ج: جی! میں ساڈھورا ضلع یمنا نگر ہریانہ کی رہنے والی ہوں، میرے گھر میں ماتا پتا، میرے تین بھائی اور تین بھابھیاں اور ان کے بچے ہیں، ماشاء اللہ مجھ سمیت ہم تین بہنیں ہیں، وہ بھی شادی شدہ ہیں، میری بڑی بہن نیلم جوہر، چھوٹی بہن ببلی یعنی میں خدیجہ خاتون، اور تیسری بہن رجنی جوہر ہے۔ سب تعریف اس پاک ذات کے لئے ہے جس نے مجھے ایک اچھی فیملی میں پیدا فرمایا، اور مجھے اور اچھا بنانے کے لئے ایمان کی دولت سے نواز کر جنت کا حق دار بنایا، آمین ثم آمین، میں ہر وقت دعا کرتی ہوں، جس طرح میرے اللہ نے مجھے اندھیرے نکال کر، گمراہی سے نکال کر، شرک سے نکال کر، ناپاکی سے نکال کر، بدعت سے نکال کر، حق اور سچ پر لا کر کھڑا کر دیا، اور مجھے بالکل پاک صاف کر دیا، اور مجھ گناہ گار پر سب سے بڑا احسان وکرم یہ ہوا کہ اس پاک ذات نے ایمان کے ذریعہ مجھے جنت کا ٹکٹ بھی دے دیا، میرے مولائے کریم کے میرے اوپر کس قدر احسانات ہیں بتا نہیں سکتی، میں ہر وقت دعا کرتی ہوں کہ جس طرح مجھ گنہگار کو اللہ نے ایمان کی دولت سے نوازا، اسی طرح میرے گھر والوں کو، میرے پڑوسیوں کو، میرے رشتہ داروں کو سب غیر مسلموں کو گمراہی سے بچا کر دہکتی ہوئی جہنم سے بچا کر ایمان کی دولت سے نواز دے، آمین، اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

میں ساڈھورا کی رہنے والی ہوں، میری پیدائش ساڈھوڑا میں ہوئی، ہمارا گھر مسلمانوں کے بیچ میں ہے، میرے گھر کی دیوار ایک مسلمان کی دیوار سے ٹچ ہے، میرا بچپن ان کی لڑکیوں کے ساتھ گذرا، ان کی چار لڑکیاں تھیں، دو بڑی، دو چھوٹی، ان کا نام ہے زرینہ خاتون، یاسمین، چاندنی، اور چنو، زرینہ اور یاسمین میری ہم عمر تھیں، میں ان کے ساتھ رہتی تھی، اور ہمارا کھانا پینا ایک ہی تھالی میں تھا، میرے گھر میں جو پکتا تھا، وہ میرے گھر میں کھا لیتی تھیں، اور ان کے گھر میں جو کچھ پکتا وہ میں کھا لیتی تھی، جب عید آتی ہم بھی نئے کپڑے پہن کر اس میں شریک ہو جاتے، اور جب ہولی یا دیوالی آتی تو وہ ہمارے ساتھ شریک ہوتی تھیں، اسکول میں اکٹھے جانا، کالج میں اکٹھے رہنا ہوتا، ہم پلس ٹو پاس ہیں، اکثر وہ دین کی دعوت دیتی رہتیں، ساڈھورا میں تقریباً چھ یا سات مسجدیں ہیں، جب بھی اذان ہوتی ایک عجیب سی کشمکش ہمارے دل میں پیدا ہو جاتی، کہ معلوم نہیں سچ کہاں ہے اور کیا ہے، میں اذان کے وقت رک جاتی اور کہنے لگ جاتی، یا رب تو ہی ہے، اذان ختم ہونے کے بعد پھر اپنے کام میں لگ جاتی، میرے شہر کے پاس کے گاؤں سے بھی بہت سی مسلمان لڑکیاں پڑھنے آتی

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

تھیں اور مجھے ان کے ساتھ رہنا اوران کا سر پر دوپٹہ رکھنا اچھا لگتا تھا، مجھے اسلام کی طرف آنے میں ان سب لڑکیوں کا بہت سہیوگ (مدد) ہے، آج میں ان کی دعا کی برکت سے ایمان اور عمل پر قائم ہوں، اللہ ان سب کو بہتر بدلہ نصیب کرے۔

س: زیادہ تر ایسا ہوتا ہے کہ پریشانیاں دے کر اللہ تعالی بندوں کا صبر آزماتے ہیں، تو اللہ نے جب آپ کو دین کی دولت سے نوازا تو آپ کی زندگی میں کیا مشکلات آئیں، ذرا بتائیں؟

ج: سب سے پہلے میں اپنے رب کا شکر ادا کرنا چاہوں گی کہ اس نے مجھے دین وایمان دیا، اور صرف دین نہیں بلکہ اس پر چلنے اور جمنے کی بھی توفیق عطا فرمائی، اور مجھے اس قابل سمجھا کہ مجھے اپنی بندی بنالیا، بہت محنت لگن اور مشقتوں سے مجھے یہ دین ملا ہے مجھے اس کے حاصل کرنے میں کیا مشکلیں پیش آئیں، بتاتی ہوں، دین اسلام کی بات کرنا مجھے شروع ہی سے اچھا لگتا تھا، عید کے دن مسلمان جب میرے گھر کے سامنے سے عیدگاہ جاتے تھے تو مجھے بہت خوشی ہوتی تھی، اجلی ٹوپیاں، سفید سنّتی لباس پہنے ہوئے مسلمان مجھے بہت اچھے لگتے تھے، مسلمانوں کے بچے بچیوں کو دیکھتے ہوئے میں اتنی بڑی ہوگئی کہ پتہ ہی نہیں چلا کہ کب جوان ہوگئی، اب گھر والوں کو شادی کرنی تھی، تو ہندو ریت رواج کے مطابق میرے گھر والوں نے میری شادی ایک اچھا لڑکا دیکھ کر دھوم دھام سے کردی، شادی کے بعد میں مسلم ریت رواج سے ہٹ جانے کی وجہ سے ایک دم سنسان ہوگئی، نہ وہاں کوئی مسجد تھی نہ اذان، میں جب بھی اپنے ہندو شوہر سے مسلمانوں کی باتیں کرتی، تو وہ میری بات کاٹ کر اور کوئی بات کرنے لگ جاتے، مسلمان لڑکیوں کے میرے شوہر کے پاس فون آتے کہ ببلی سے بات کروادو، تو وہ جھجک محسوس کرتے ہوئے بات کراتے، جیسے ہی بات ختم ہوتی کہتے دیکھو ببلی میں تمہیں بے حد پیار کرتا ہوں لیکن یہ نہیں چاہتا کہ تم اب اس ماحول میں آکر مسلمان لڑکیوں کے ساتھ کنٹکٹ رکھو، جب تم کنواری تھیں تو تمہارا ساتھ تھا، لیکن اب تم شادی شدہ ہو، اب ہمارا ہندوؤں اور مسلمانوں کا کیا میل؟ اب تم اپنی مسلم سہیلیوں کو منع کردو کہ تم سے بات نہ کریں، ان کی اس بات سے مجھے بہت ٹھیس پہنچتی لیکن میں چپ رہتی، ایسے ہی زندگی گذرتی گئی اور میرے یہاں تین بچے بھی ہوگئے، دو بیٹیاں اور ایک بیٹا، بڑی بیٹی سمرن، چھوٹی بیٹی ہرپریت اور بیٹا دیپک۔

آخر وہ دن بھی آنا تھا جب میرے اللہ کو مجھے وہاں سے نکالنا تھا، ہوا یہ کہ میری سہیلی یاسمین کی شادی تھی، تو انھوں نے مجھے اپنی شادی کا کارڈ بھیجا، ان کا بھائی عبداللہ، اور میرا بڑا بھائی دیو دونوں کارڈ لے کر میری سسرال پہنچے، میرے ہندو شوہر کو بڑا غصہ آیا، چلو جیسے تیسے کرکے انھوں نے مجھے شادی میں جانے دیا، میں شادی میں گئی تو مجھے تیز جھٹکا لگا کہ ہم سہیلیاں ایک ساتھ رہیں، پلیں بڑھیں، لیکن ہماری شادیاں الگ الگ کیوں ہوئیں، ان کی مسلم ریت کے مطابق، میری ہندو ریت کے مطابق، اس شادی میں مسلمان بہنوں کو دیکھ کر مجھے عجیب سی کشش ہوئی، شادی کی دعوت کھا کر مجھے اپنی سسرال آنا تھا، یہاں آکر بہت دنوں تک یہ بات ستاتی رہی کہ میرے ساتھ ایسا کیوں ہوا، مورتی پوجا ہم شروع ہی سے نہیں کرتے تھے، ایک دن میں نے پیار سے اپنے پتی سے کہا دیکھو اگر ہم رب کو مان لیں، اور مسلم دھرم اپنالیں تو بہت ہی اچھا ہوجائے گا، ہم اور ہماری فیملی ایک ساتھ مسلمان بن کر ایک ہی جگہ رہیں گے، اور ہمیں جو بھی نام وغیرہ ملے گا، اس کے بعد ہم نماز روزہ اپنے گھر میں رہ کر کریں گے۔ اس نے جواب دیا، تو تو ہے ہی مسلمان، تیری تو شکل بھی مسلمانوں جیسی ہے، تو مسلمان بن جا، ہم ایسے ہی ٹھیک ہیں، میں اپنے بچوں کو ساتھ لے کر ملنے کے لئے مائیکہ آگئی اور والد سے پوری بات بتائی، میرے پاپا بولے، بیٹی اب تمہارا سارا کچھ ہندو ریت رواج کے ساتھ ہے، یہ مسلمانوں والی بات مت کیا کر، اب تو بڑی ہے، شادی شدہ ہے، سمجھ دار ہے، تو ہندو دھرم کے مطابق اپنی زندگی گذارتی رہ یہی اچھا ہے، لیکن مجھے سکون کہاں تھا، میں نے اپنے مائیکہ اور سسرال

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

والوں کو بہت سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ نہیں مانے، ایک دن میں نے گھر چھوڑنے کا پروگرام بنالیا، میں گھر سے بھاگی اور بوڑیہ چلی گئی، اکثر وہاں ہمارے گھر والوں کا بھی آنا جانا تھا، تعویذ وغیرہ لینے کے لئے، وہاں میں نے اپنی زندگی کی پوری کہانی بتائی وہاں مجھ سے کہا گیا، اللہ تمھیں نوازنا چاہ رہا ہے، لیکن ایک بات یادرکھنا، ایک بار اسلام میں آنے کے بعد واپس نہ پلٹنا، میں نے کہا مجھے کلمہ پڑھادو، انھوں نے کہا جلدی نہ کرو، ۱۵/دن بعد آنا، میں دوبارہ گئی تو کہا گیا کہ پھلت چلی جاؤ، میرا دماغ کام نہیں کررہا تھا، میں بس سے پھلت پہنچی، پھلت سے مجھے دہلی بھیجا گیا، دہلی سے دیوبند لاکر مجھے کلمہ پڑھایا گیا۔

اسلام قبول کرنے کے بعد وہ سب قاعدے قانون مجھ پر بھی فرض ہوگئے جو ایک بالغ مرد عورت پر ہوتے ہیں، نماز، روزہ حج، زکوۃ، اور دل سے کلمہ کا اقرار کرنا یعنی اللہ کے سوا کوئی بھی پوجا کے لائق نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اب گنجائش نہیں تھی کہ کلمہ کا اقرار کروں اور باقی کام نہ کروں، ادھر میں روزہ نماز سیکھنے میں مصروف ہوگئی، ادھر گھر والے ہمیں ڈھونڈنے میں لگے ہوئے تھے، میں نے ایک نوٹس اسلام قبول کرنے کا ڈاک کے ذریعہ ایک کاپی اپنے گھر اور ایک اپنی سسرال بھیج دیا کہ میں مسلمان بن گئی ہوں اور میں بالکل ٹھیک ہوں، گھر والوں کو یقین ہوگیا کہ ہماری بیٹی مسلمان بن کر ہی خوش رہے گی، دیوبند سے مجھے مظفر نگر پہنچادیا گیا، میں نے وہاں ایک مدرسہ میں پڑھنا شروع کیا، ایک مہینہ میں قاعدہ مکمل کیا، دوسرے مہینہ میں پارہ لگ گیا، پھر میں میرٹھ کے ایک مدرسہ میں داخل ہوئی، وہاں پارہ پڑھ لیا، اسی دوران مجھے شیوسینا والوں کے مطالبہ پر پولیس نے اٹھالیا اور رتن پوری تھانہ میں لے جاکر بند کردیا، اور میرے اوپر لیڈیز پولیس کا پہرہ لگادیا، پولیس نے میرے ساتھ بدتمیزی سے بات کی، صبح کے گیارہ بجے وہ مجھے لے کر گئے تھے، اور ظہر کے وقت تک میں ان سے بحث کرتی رہی، ظہر کے وقت میں نے پولس سے کہا کہ مجھے وضو کرنی ہے، پولس نے کہا یہ تمہارا گھر نہیں ہے، جہاں تم وضو کروگی، میں نے نل پر جاکر وضو کرلیا اور سیٹ پر نماز پڑھی، نماز ختم ہوتے ہی پھر بحث شروع ہوگئی، مجھ سے بار بار پوچھ رہے تھے تو کون ہے؟ اور میں بار بار ایک ہی جواب دے رہی تھی، کہ میں مسلمان ہوں، یہی میرا پتہ ہے، لیکن وہ تو پولس تھی وہ کہاں ماننے والی تھی، ان کو معلوم تھا کہ یہ لڑکی ہندو دھرم سے ہے، کیونکہ پولیس میں ایک میری بوا کا لڑکا تھا، اس لئے انہیں معلوم تھا کہ میں کون ہوں، انھوں نے میرے اوپر لیڈیز پولس کو مسلط کردیا کہ اسے اتنا مارو کہ یہ اپنے گھر جانے کو تیار ہوجائے، لیڈیز پولس نے مجھے اتنا مارا کہ آج تک میرے جسم سے اس کے نشان نہیں گئے، میرے اللہ کا اتنا بڑا کرم ہوا کہ میرا ایمان اس طرح جوش میں آیا کہ میں نے اس کے بالوں کا جوڑا پکڑ کر تھپڑ مارے، تو وہاں تین لیڈیز پولیس تھی، وہ مجھ پر ٹوٹ پڑیں، تبھی وہاں کچھ مسلمان پہنچ گئے، اور زور زور سے نعرے لگانے لگے، ہندو کہنے لگے ہماری بہن ہے، مسلمان کہنے لگے کہ یہ کلمہ کی شریک ہے، ہندو مسلم دونوں میں آپس میں بحث شروع ہوگئی، اور پولس نے مجھے ایک تھانہ سے دوسرے تھانہ میں لے جاکر بند کردیا، مجھے ان لوگوں نے اتنا گاڑیوں میں گھمایا کہ آگے آگے میں پولس کی گاڑی میں تین لیڈیز پانچ مرد، اور ہمارے پیچھے پیچھے مسلم بھائی تھے، لیکن پولس والے مجھے مسلمانوں سے بات نہیں کرنے دے رہے تھے، یہ خوف ناک منظر اس وقت ہمارے سامنے تھا کہ میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کرنا چاہئے، انھوں نے نرمی سے کہا دیکھو خدیجہ ہم تجھے کچھ نہیں کہیں تو صرف اپنے ماں باپ کا پتہ بتادے، ہم پوچھ لیں گے تو ان کی لڑی ہے تو ہم تجھے چھوڑ دیں گے، میں نے اپنے والد کا فون نمبر دے دیا، فون کیا تو میرے والد نے اٹھایا، پولس نے پوچھا کیا ببلی عرف خدیجہ آپ کی بیٹی ہے، میرے والد رونے لگے، اور کہا میری بیٹی اس وقت کہاں ہے؟ پولس نے کہا ڈریئے نہیں وہ صحیح سالم ہے، ہم اسے مسلمانوں کی قید

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

سے چھڑا کر لائے ہیں، آپ یہاں میرٹھ آجایئے، یہیں بیٹھ کر بات کریں گے، ادھر سادھوڑہ سے میرے ماں باپ، بھائی، بوا سب لینے چل دیئے، اور پولس نے ہمیں ناری نکیتن میں بند کر دیا ،کال کوٹھری میں، پاگلوں کے بیچ، میں وہاں اکیلی تھی،لیکن میرا ایمان تازہ تھا اس لئے ڈر نہیں لگا، کیونکہ میرا اللہ میرے ساتھ تھا، جب بھی اذان ہوتی، میں برقع اتار کر زمین پر بچھا کر نماز شروع کر دیتی، اور میرے آگے برقع پر وہ پاگل لڑکیاں ناچنا شروع کر دیتیں اور جو منھ میں آتا وہ بولتیں، لیکن الحمد للہ ان پاگلوں کے بیچ میں نے نماز ادا کی، ہر روز دعا کرتی اور روتی، میں وہاں سات دن رہی، ان سات دنوں میں باہر کیا ہوا مجھے کچھ پتہ نہیں ،اور جو میرے ساتھ ہوا وہ باہر والوں کو معلوم نہیں، جب میں روتی تو پاگل لڑکیاں بھی رونے لگتیں، اکیلے بیٹھتی تو وہ مجھے چھیڑتیں، لیکن مجھے اللہ کی رحمت سے امید تھی کہ میں ایک نہ ایک دن ضرور نکلوں گی، ان سات دنوں میں ہر رات مجھے ایک نور دکھائی دیتا تھا، ایک دن مجھے اللہ کے رسول ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، میں بہت خوش ہوئی، پھر وہ دن آگیا جب آواز لگی کہ خدیجہ عرف ببلی کو پولس والے لینے آئے ہیں اس کی پیشی ہے، میں نے اپنا نقاب اٹھایا اور بھاگی، تو پاگل لڑکیاں بھی میرے ساتھ بھاگنے لگیں، لیکن آگے سیکورٹی تھی اس لئے صرف مجھے جانے دیا، سات دن بعد میں نے سورج اور آسمان دیکھا، میں نے دیکھا کہ میرے ماں باپ اور رشتہ دار لائن میں کھڑے میرا انتظار کر رہے ہیں، تاکہ وہ اپنے ساتھ لے جائیں، پولس نے بھی میرے ماں باپ سے بات کر لی تھی کہ تم ساتھ لے کر جانا، والد میرے پاس آئے اور کہا چلو بیٹی بہت دھکے کھا لئے اب گھر چلو، میں نے کہا ابو جی میں گھر تو اس دن چھوڑ آئی تھی جب کلمہ پڑھنے کے لئے میں گھر سے نکلی تھی، اب میرا مدرسہ میرا گھر ہے، نبی پاک کی سنت میری زندگی ہے، اللہ کا حکم ماننا میرا فرض ہے، میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گی، میری ماں نے بیگ سے زہر نکالا اور کہا اگر تو نہیں جائے گی تو ہم زہر کھا کر خودکشی کر لیں گے، پھر تم آرام سے مدرسہ میں رہنا، میں نے کہا، جو زہر آپ نے ہاتھ پر رکھا ہے، یہ زہر میں ناری نکیتن میں بھی تجربہ کر چکی ہوں، مجھ پر اس زہر نے کچھ اثر نہیں کیا، تو آپ پر بھی اس کا اثر نہیں ہوگا، یہ سن کر ماں باپ ٹھنڈے پڑ گئے، اور کہا اب تو ہمارے ساتھ نہ چل لیکن بعد میں تو ملنے آئے گی؟ میں نے کہا ہاں، ابو نے مجھے دو ہزار روپے دیئے اور ساڈھوڑہ چلے گئے، میں اپنے مدرسہ میں بھیج دی گئی، صبح دن میں کلمہ یاد کرتی اور رات کو ایک حدیث یاد کرتی، میں سارا دن پڑھتی رہتی، لڑکیاں دیکھتی تھیں تو پاگل کہتیں، کہ اس کے پاس کوئی کام نہیں، پانچ وقت کی نماز پڑھتی، اور تہجد کے وقت ٹھنڈے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھتی، تاکہ میرے اللہ مجھ سے خوش ہو جائیں، آج میں جس مقام پر ہوں یہ سب میری اسی محنت کا نتیجہ ہے۔

پھر کچھ وقت بعد میرا نکاح ایک نیک لڑکے کے ساتھ ہوا جو بلاس پور گاؤں کا رہنے والا ہے، میں نے ایک شرط رکھی کہ میں جب تک جیوں گی ہریانہ میں دین کام کروں گی، ماشاء اللہ آج تک میرے شوہر دین کے میدان میں میرا پورا ساتھ دے رہے ہیں، نکاح کے بعد میرے شوہر محمد عالم مجھے مسّر والا، ہماچل پردیش لے کر گئے، وہاں رہ کر میں نے دینی تبلیغ سے جڑنے کا کام سیکھا، اور شروعات جماعت میں جانے سے ہوئی، پہلی بار میرا وقت پہاڑوں کے اوپر ناہن، بکرم باغ، متسلیو، وغیرہ میں لگا، کئی بار جماعت میں جانے سے میرا رابطہ وہاں کے امیر جماعت سے ہوا، انھوں نے میری ہر طرح دینی کام کرنے میں مدد کی، اور مجھے اور میرے شوہر کو رہنے کو جگہ دی، میں دعا کرتی ہوں کہ اللہ ان سب کو دین و دنیا میں کامیابی عطا کرے۔

۲۰۱۵ء میں ہم دونوں یمنا نگر آئے، حمیدہ گڑھی میں، یہاں کے امیر جماعت عبد الرحمٰن صاحب سے ملاقات ہوئی، ان کے مشورہ سے ہم نے دین کا کام کیا، حمیدہ گڑھی میں ایک چھوٹے سے مدرسہ میں جاتی تھی، ہندی انگلش پڑھاتی تھی، اور عربی سیکھتی

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

تھی، ایسے ہی میں کئی مدرسوں میں پڑھایا اور بچوں سے دین سیکھا

س: آپ نے اسلام قبول کیا تو آپ کی فیملی کا کیا ہوا، کیا آپ نے اپنے گھر والوں کو دعوت دینے کی کوشش کی؟

ج: جیسا کہ میں پہلے ہی کہہ چکی ہوں، مظفر نگر میں جو حادثہ میرے ساتھ ہوا تھا، اس کے بعد مجھے فرصت نہیں لگی کہ میں گھر والوں کو دیکھوں، جیسے جیسے میری پڑھائی بڑھتی گئی، میں ہریانہ کی طرف بڑھتی گئی، جب میں یمنا نگر میں دعوت کا کام کر رہی تھی، تو میرے گھر والے کسی طرح پوچھتے ہوئے یمنا نگر پہنچ گئے، مجھے معلوم نہیں وہ کیسے آئے اور وہاں پہنچے، میں ایک مدرسہ میں پڑھا رہی تھی، ایک لڑکی سے ان لوگوں نے پوچھا وہ مجھے جانتی تھی، وہ لے کر آ گئی، حافظ صاحب سے بتایا کہ خدیجہ سے ملنے ان کے گھر والے آئے ہیں، میری نظر پڑی تو میں آ گئی، والد اور والدہ مجھے دیکھ کر گلے لگ کر رونے لگے، اور جو میرے ساتھ والی استانیاں تھیں وہ بھی رونے لگیں، میں نے لاکھ لاکھ شکر اپنے اللہ کا ادا کیا کہ میری کوشش کے بنا مجھے میرے والدین سے ملوا دیا، میری ماں بار بار میرا منھ چومتیں، کہتیں میری بچی کیسی تھی اب کیسی ہو گئی، پوچھنے لگیں، کہاں گیا تمہارا فیشن اور ہنسنا بولنا، تو تو بالکل خاموش ہو گئی ہے، مسلمانوں نے تو میری بچی کو بالکل پاگل کر دیا ہے، بیٹی تیرے باپ کے گھر میں کیا کمی تھی جو تو سب کو چھوڑ کر یہاں آ گئی، میں سب کچھ سنتی رہی اور روتی رہی، پھر کچھ دیر کے بعد میں نے امی سے کہا، پہلے میں نے جو پڑھا تھا وہ اب میرے کام آ رہا ہے، اور اسلام کے بعد میں نے جو کچھ پڑھا ہے وہ آخرت میں مرنے کے بعد میرے کام آئے گا، ماں بولی مرنے کے بعد کا کس نے دیکھا ہے؟ میں نے کہا یہی تو فرق ہے، مجھے اس کا یقین ہے آپ کو نہیں، میرے گھر والے بہت دیر تک بیٹھے رہے، میں ان کو دین کی دعوت دیتی رہی، وہ مجھے دنیا کی دعوت دیتے رہے، باتوں باتوں میں ظہر کا وقت ہو گیا اور چھٹی بھی ہو گئی، میں نے کہا میں اب چلتی ہوں، میرا کمرہ تھوڑی دیر ہے، آپ کھانا کھا کر جائیے گا، میں اپنے کمرہ پر پہنچ گئی، مجھے بہت ڈر لگ رہا تھا، کہ میرے شوہر کو پتہ چلے گا کہ میں اپنے والدین سے ان کو بتائے بغیر ملی ہوں، کیونکہ مجھے سب کچھ ان سے پوچھ کر کرنے کی عادت پڑ گئی تھی، میں نے شوہر کو بتا دیا کہ میں آج اپنے ماں باپ سے مل کر آ رہی ہوں، شوہر کو غصہ آ گیا اور اس نے کہا کہ مجھے بتائے بغیر ان سے ملنے کی ہمت کیسے کی، اس نے مجھے بہت مارا، اجازت اجازت کے لفظ نے میرا گھر بگاڑ دیا، میرے پاس کوئی دینی بہن کسی وجہ سے آتی تو وہ مجھ سے کہتے ان سے پوچھو یہ اپنے شوہر سے اجازت لے کر آئی ہیں کہ نہیں، یہی سوچتے سوچتے میں حمیدہ روڈ کراس کرنے لگی تو ایک کار گذری، اس میں میرے بوا کے بیٹے اور کچھ دوسرے لوگ تھے، وہ مجھے بٹھا کے لے گئے اور کہنے لگے تو بہت برقع میں رہتی ہے، تو نے اپنے ماں باپ کو ذلیل کر دیا، اب ہم دیکھیں گے تجھے کون لے جائے گا، میری بوا نے مجھے مارا اور برقع نکال دیا، اور کتابیں لے کر پھینک دیں، میں روتی چلاتی رہی، لیکن میری کسی نے نہیں سنی، اور لے جا کر تین منزل کی کوٹھری میں بند کر دیا، میرے رشتہ داروں نے صلاح کر رکھی تھی کہ اسے چھپا کر رکھیں گے، اور مسلمانوں پر کڈنپنگ کا الزام لگا دیں گے، میں وہاں بند تھی، اور میرا شوہر کمرہ پر انتظار کر رہا تھا کہ خدیجہ روز دو بجے آتی ہے آج کیوں نہیں آئی، میرے شوہر نے کسی کو بھی نہیں بتایا ایسے ہی ڈھونڈتے رہے، میرے گھر والوں نے تھانہ میں درخواست دے دی کہ ہم اپنی بیٹی سے ملنا چاہتے ہیں، محمد عالم سے کہو وہ ہمیں ملوا دے، تھانہ سے محمد عالم کے پاس نوٹس پہنچا تو وہ حیران رہ گئے، لیکن وہ سمجھدار تھے، سمجھ گئے کہ گھر والوں نے ہی اسے پکڑ رکھا ہے، میرے سب رشتہ داروں نے کہہ رکھا تھا کہ، کھا پی موج کر، اور گواہی ہمارے حق میں دینا، میں باتھ روم میں نماز پڑھ لیتی اور دعا کرتی، اچانک دسویں رات کو میں چھ کمرے کراس کر کے اوپر چڑھ گئی اور اللہ اکبر کہہ کر چھلانگ لگا دی، چھت پر ایک کدو کی بیل موجود تھی، اس میں الجھ کر

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

میں نیچے گر گئی، اور بھاگی، اور دس کلو میٹر کا راستہ کیسے طے کر لیا پتہ ہی نہیں چلا، اور بھاگ کر بوڑیہ پیر صاحب کے پاس پہنچ گئی، اور ساری بات بتائی، پیر صاحب نے محمد عالم کو وہیں بلایا، اور مجھے تھانہ میں پیش کروایا اور گھر لے آئے، اس کے بعد میں نے پر بھولی میں رہنا شروع کیا اور وہاں سے بوڑیہ کے لئے عورتوں کی ایک جماعت تین دن کی نکالی، میں نے عورتوں کو پاکی ناپاکی کے مسائل سکھائے، فضائل اعمال سے پڑھ کر حدیثیں سنائیں، اور دین کی دعوت کا خوب کام کیا۔

ابھی کچھ مہینے پہلے ایک دن حضرت مولانا کلیم صدیقی تیور مدرسہ میں تشریف لائے، وہاں وہ اکثر آتے رہتے ہیں، میں ان سے ملنے چلی گئی، اور ان کو بتایا کہ یہاں دعوت کا کام بہت اچھا چل رہا ہے، پھر بھی آپ کے تعلق میں رہ کر دعوت کا کام کرنا چاہتی ہوں، حضرت جی نے مجھے اپنی بہن کا نمبر دیا، فون پر ہم نے پورا ایڈریس معلوم کیا، اور ایک دن دلی کے لئے روانہ ہو گئے، بس سے اتر کر میں نے ایک ریڑھی سے دو گلاس پانی پیا، اور بیٹھ گئی جب میں چلنے لگی تو اس نے پیسے مانگے، میں نے کہا، میں نے تو کچھ نہیں خریدا، اس نے کہا جو پانی آپ نے پیا ہے اس کے چار روپیے دینے ہیں، میں نے کہا آپ پانی کو بھی بیچتے ہو؟ اس نے کہا شاید آپ دہلی میں پہلی بار آئی ہیں، پھر میں نے دس روپیے نکالے تو اس نے پیسے نہیں لئے، اور کہا کہ اللہ کی رضا کے لئے چھوڑ دیتا ہوں، اس نے پوچھ لیا آپ کو کہاں جانا ہے، میں نے بتایا میں مولانا کلیم صدیقی کے گھر جانا چاہتی ہوں، تو اس نے مجھے سڑک پار کر کے بس میں پہنچایا اور بس کا کرایہ بھی دیا۔

س: اسلام لانے کے بعد آپ کی زندگی میں کیا بدلاؤ آیا؟

ج: اسلام لانے سے پہلے دل بے چین رہتا تھا، کوئی منزل نہیں تھی، اسلام کے بعد مجھے ایک منزل مل گئی، مجھے کھانے پینے کا طریقہ معلوم ہوا، صفائی ستھرائی کے اصول معلوم ہوئے، لباس، وضو غسل کے بارے معلوم ہوا، نبی کا طریقہ میری زندگی میں آیا، میں حمیدہ گڑھی یمنا نگر میں بہنوں کو دین سکھاتی ہوں اور بہت مطمئن ہوں، حضرت کے دعوتی سنٹر سے بھی میرا رابطہ ہے، اور میں باجی زینب سے مل کر تمام کام انجام دینے کی کوشش کرتی ہوں

س: مسلمانوں کو آپ کیا پیغام دینا چاہتی ہیں؟

ج: سب سے پہلے میں اپنے اللہ سے دعا کرتی ہوں کہ مجھے اور سب کو اللہ دین پر چلنے والا بنائے، اور سب مسلمان بھائی بہن یہ سمجھ لیں کہ دین کا راستہ ہی کامیابی کا راستہ ہے، اور اللہ کی مدد اسی راہ سے ملتی ہے، اس لئے ہم سب کو دین کی دعوت کا کام کرنا چاہیے، نبی کی سنتوں پر چلنا، لباس اور چال چلن میں اپنے نبی کی اتباع کرنا، دین کی دعوت کا کام کرنا یہ سب اللہ کے راستے کے کام ہیں، آؤ ہم سب عہد کریں کہ ہم نبی کے طریقہ پر اور ان کے نقش قدم پر چلیں گے، اور جب تک زندہ رہیں گے، اسلام کی دعوت دیتے رہیں گے۔ اللہ سب کو کلمہ والی زندگی اور کلمہ پر موت نصیب فرمائے اور سب کو دین پر جمنے والا بنائے آمین۔

س: جزاک اللہ خدیجہ بہن آپ نے ہمیں اپنے بارے میں بتایا، اللہ آپ کے ایمان میں آنے کو قبول فرمائے۔ آمین

ج: آپ کا شکریہ ثنا بہن، اللہ ہم سے راضی ہو جائے اور ہماری کوششوں کو قبول فرمالے۔ آمین

یاد رفتگاں اور ایصال ثواب

بڑھانہ میں پرانی تحصیل والی مسجد کے امام مولانا حکیم عزیز الدین ۲۲ / اکتوبر کو اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ مدرسہ خادم العلوم باغونوالی کے مہتمم حضرت مولانا حامد حسن صاحب کی والدہ محترمہ نے ۲۷ / اکتوبر کو انتقال فرمایا۔ رانچی جھارکھنڈ کے عظیم داعی مولانا محمد طلحہ ندوی کے خالہ زاد بھائی محمد اشرف کا ۴ / نومبر کو حادثہ وفات پیش آیا۔ قاری محمد احسان مہتمم مدرسہ ریاض الجنۃ پاجرانہ سہارن پور کے والد حاجی ریاض الحسن کا ۱۵ / نومبر کو انتقال پر ملال ہوا۔

ان تمام کیلئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مولانا علی میاں ندویؒ اور تحریک پیام انسانیت

مولانا محمد قمر الزماں ندوی (مدرسہ نور الاسلام کنڈہ پرتاپ گڑھ)

فروغ اسلام اور اشاعت دین میں سب سے زیادہ مؤثر ذریعہ اور کارگر جو چیز ثابت ہوئی ہے وہ ہے کار انسانیت اور سماجی خدمت، جس میں خدمت خلق کی تمام شکلیں اور صورتیں شامل اور داخل ہیں- اس سے دعوت کی راہیں ہموار ہوتی ہیں، غلط فہمیاں دور ہوتی ہیں، ماحول خوشگوار ہوتا ہے اور حق اور راستی کا پیغام سمجھنے کے لیے موقع فراہم ہوتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف رحمت وانسانیت ہی کی وجہ سے یہ ممکن ہوا کہ فقط (۲۳) برس کے عرصے میں اسلام کی جڑیں مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک تمام عالم کے طول وعرض میں پھیل گئیں- دنیا کی تاریخ میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ آباء واجداد کے طور طریقوں اور رسم و رواج اور عادات واطوار کے خلاف کسی کی روش کو برداشت کیا گیا ہو اور اتنی تیزی سے قبول کیا گیا ہو۔

ایسا نہیں ہوا کہ نامانوس اور اجنبی صدائیں بہ رغبت سن لی گئی ہوں۔ یقیناً اس کے پیچھے الٰہی اور ربانی نصرت کے ساتھ ساتھ اعلی اخلاق وانسانیت کا مظاہرہ، تحمل و برداشت، صبر استقامت، عزم واستقلال، بلند حوصلگی، انسانیت کے لئے درد وتڑپ اور بے مثال عفوودرگزر پوشیدہ اور پنہاں تھا جس نے انصاف پسند مؤرخین اور مصنفین کو بھی یہ کہنے پر مجبور کردیا کہ اسلام تلوار سے نہیں؛ بلکہ اعلی اخلاق وکردار، محبت وپیار اور انسانیت سے پھیلا اور فروغ پایا۔

مولانا علی میاں ندویؒ کو اپنی عملی اور دعوتی زندگی میں اس بات کا شدید احساس ہوا کہ مسلمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو صرف نماز، روزہ، حج، زکوۃ، صدقہ، قربانی اور نکاح وشادی میں ڈھونڈتے اور تلاش کرتے ہیں، ان کا ذہن کبھی اس طرف نہیں جاتا کہ لکم دینکم ولی دین، صلح حدیبیہ، حلف الفضول، میثاق مدینہ، بنو نجران، بنو غادیان، اہل مقنا، اہل اذرم وغیرہ کے عیسائی اور یہودی قبائل کے ساتھ امن ومعاہدات بھی ہوئے تھے اور یہ بھی طریقہ نبوی اور عین سنت رسول ہے۔

اسی احساس کی بناپر اور ہندوستان کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندویؒ نے تحریک پیام انسانیت کی داغ بیل ڈالی تھی اور ان ہی کے ایما اور مشورہ پر اس تحریک کے پلیٹ فارم سے غیر مسلم دانشوروں سے ڈائیلاگ ہوئے، یہ محض ایک رسم نہیں؛ بلکہ اسی سنت رسول اور طریقہ نبوی کی ادائیگی کا ایک حسین اعادہ تھا۔ پروفیسر انیس چشتی صاحب حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کی انسانوں کے تئیں فکر مندی اور ہر ایک کے ایمان وہدایت کی فکر اور دنیا میں ہر ایک تک ہدایت کا پیغام پہنچانے کی ذمہ داری کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”ایک مرتبہ فلسطینی طلبہ اور اساتذہ کا ایک وفد مولانا (علی میاں ندوی) سے ملنے آیا، ان کے بیان نے ہمیں آبدیدہ کردیا، مولانا ساکت وصامت (خاموش) بیٹھے رہے، سب یہ سمجھے کہ مولانا ابھی جہاد کی فضیلت پر تقریر شروع کریں گے؛ لیکن مولانا کی نظر میں ہر فرد، ملت کے مقدر کا ستارہ ہوا کرتا تھا، انھوں نے اس چھوٹی سی مجلس کو عالمی ہی نہیں کائناتی بنا دیا، وہ ہمیں دور رسالت میں لے گئے اور پوچھا کہ کیا نبی کریم کے ہاتھ پر یہودی ایمان نہیں لائے تھے؟ کیا آپ نے ان تک دعوت اسلام نہیں پہنچائی تھی؟ کیا آپ نے انھیں انسانیت کا درس نہیں دیا تھا؟ کیا ہم اسرائیلیوں کے درمیان یہ فریضہ (یعنی فریضہ دعوت وتبلیغ) انجام دے چکے ہیں؟ اس وقت مولاناؒ نے تاریخ کے صفحات سے ایسے متعدد صحابہ کا ذکر کیا جو یہودی مذہب چھوڑ کر اسلام میں داخل

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہوئے تھے،اس وقت مولاناؒ نے ایک بڑی معرکۃ الآراء بات کہی ، وہ یہ تھی کہ اتمام حجت کے بغیر خدا کی نصرت کی امید نہیں رکھنی چاہئے،اس دعوے کی دلیل کے لیے مولانا نے متعدد تاریخی حوالے بھی پیش کئے اور یہ ثابت کردیا کہ سخت ترین حالات میں بھی تحریک پیام انسانیت سوئے ہوئے انسانوں کو جگانے کا مؤثر ترین اور محفوظ ترین اسلوب ہے،تحریک انتفاضہ کے قائدین نے پہلی مرتبہ تحریک انسانیت کا درس لیا تھا،ان کی آنکھیں بھیگ گئیں اور شاید ان کی نظر میں یہودی بھیڑیئے ایک ایسی مخلوق میں تبدیل ہوگئے جواب تک دعوت کی گرمی اور انسانیت نوازی کی سرگرمی سے محروم تھے‘‘(مفکر اسلامؒ اپنے افکار کے آئینہ میں صفحہ:397)

یہاں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ حضرت مولاناؒ کی زندگی میں خودداری اور مفاہمت کا حسین امتزاج تھا،وہ مفاہمت کے نام پر ملت، دین، ایمان اور عزت نفس کا کوئی سمجھوتہ کرنے کے قائل بالکل نہ تھے،اور یہی خصوصیت ان کے تربیت یافتگان کی خاص پہچان ہے، مفاہمت کے اسی امتزاج نے تحریک پیام انسانیت کو وحدت ادیان اور ’ایشور کو پانے کے انیک راستوں میں سے ایک راستہ اسلام بھی ہے‘ جیسی فکر کو پنپنے کا موقع نہیں دیا، بہر حال مولاناؒ نے اپنے ہم وطن غیر مسلموں کا حق سمجھا کہ ان کو یکسر نظر انداز کرنا مناسب نہیں ہے، چناں چہ جہاں آپ نے ایک طرف جماعت اسلامی کے دعوتی کاموں کی تائید وحمایت کی اور تبلیغی جماعت کی حرکت ومحنت میں شامل رہے، وہیں اس کے ساتھ مزید ایک کام کا آغاز کیا کہ ایسے اجتماعات منعقد کیے جائیں جن میں مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلم بھی شریک ہوں؛ لیکن چونکہ یہ کام بہت نازک تھا اس کے لیے بڑے سلیقہ، احتیاط، اظہار خیال پر قدرت اور مخاطبین کی نفسیات سمجھنے کی ضرورت تھی، ذرا سی بے احتیاطی سے یہ دعوت، وحدت ادیان کے لیے راستہ ہموار کرسکتی ہے، اس لیے یہ نازک کام زیادہ تر مولانا بذات خود انجام دیتے تھے، حضرت مولاناؒ فرمایا کرتے تھے کہ "یہ کام تھوڑی دیر کا نہیں ہے؛ بلکہ یہ ایک جہد مسلسل کا نام ہے، کوئی کام شدید جدو جہد، خطرات اور قربانیوں کے بغیر نہیں ہوسکتا، قوم کی صحیح تعمیر اور انسانیت کا احترام اور باہمی اعتماد ومحبت پیدا کرنے کے لیے ہم کو مجنونانہ اور سرفروشانہ جدوجہد کی ضرورت ہے‘‘۔

مولانا علی میاں ندویؒ ایک جامع، جہاں دیدہ اور ہمہ جہت شخصیت تھے، انھوں نے مختلف محاذوں پر اسلام کی خدمت کی نازک اور مشکل موقعوں پر عالم اسلام کی رہنمائی کی؛ مگر اسلامی دنیا کے عالمی مسائل میں الجھ کر اپنے وطن عزیز اور اس دیش کے رہنے والوں کو کبھی فراموش نہیں کیا۔

مولانا کو اپنے طویل تجربات اور مختلف مخلوط اجتماعات کو خطاب کرنے کا موقع ملا، ان مخلوط اجتماعات کے تجربہ سے مولاناؒ کو محسوس ہوا کہ مسلمانوں سے دوری اور بے تعلقی کی وجہ سے غیر مسلم ہم وطنوں میں ان کے تئیں بہت سی غلط فہمیاں اور شکوک و شبہات ہیں۔ مولاناؒ لکھتے ہیں:

"اسی تجربہ اور اقدام نے 1976ء میں پیام انسانیت کی تحریک کی شکل اختیار کرلی، جس کا تجربہ پچھلے تجربوں کی طرح کامیاب رہا، اور اس نے اکثریت کے طبقے، انصاف پسند غیر مسلموں اور دانشوروں میں اسلام اور سیرت کے مطالعہ کا کسی درجہ میں شوق اور جذبہ بھی پیدا کیا، ہندوستان انسانی بحران، اخلاقی انتشار، انسانی جان ومال کے عدم تحفظ، خودغرضی اور دولت پرستی کے جنون کی وجہ سے جس خطرہ سے دوچار ہے اس کا مہیب نقشہ پیش کرنے اور ملک کو بچانے کی جدوجہد کی دعوت دینے پر بعض ممتاز رہنماؤں نے یہاں تک کہا کہ آج معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو اس ملک کے بچانے کی فکر ہم سے زیادہ ہے(کاروان زندگی:1/ 400)

تصنیف وتالیف کے کاموں میں انہاک اور تبلیغی جماعت کے مقاصد کے شارح اور مبلغ کی حیثیت سے ترجمانی اور پھر ندوۃ العلماء کے انتظام وانصرام کی غیر معمولی ذمہ داری...ان جیسی بے پناہ مصروفیات کے باوجود مولانا مرحوم کو تحریک پیام انسانیت

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

برپا کرنے کا خیال کیسے آیا؟ مولاناؒ فرماتے ہیں:

"روزہ مرہ کا مشاہدہ تھا کہ یہ ملک تیزی سے اخلاقی انارکی، بلکہ قومی واجتماعی خودکشی کی طرف جارہا ہے، اخلاقی قدریں بے دردی کے ساتھ پامال کی جارہی ہیں، خودغرضی؛ بلکہ خود پرستی کا جنون سب پر سوار ہے، انسان کی جان و مال، عزت و آبرو کا احترام تیزی کے ساتھ رخصت ہورہا ہے، حقیر شخصی فوائد کے لئے اجتماعی وملکی مفاد کو آسانی سے قربان کردیا جاتا ہے، کام چوری، احساس ذمہ داری کا فقدان، رشوت خوری، چور بازاری، ذخیرہ اندوزی، بدعنوانی، یہ سب اسی درخت کے پھل ہیں اورانھوں نے پوری زندگی کو عذاب بنا دیا ہے، بہت انتظار کے بعد اپنی بے سروسامانی، تنہائی و بے اثری کا پورا علم واحساس ہونے کے باوجود ہم نے میدان میں آنے اور بلاتفریق مذہب وملت، اس ملک کے رہنے والوں کے دلوں پر دستک دینے کا فیصلہ کیا کہ جب کسی محلّہ وگاؤں میں آگ لگتی ہے، تو کوئی اپنی کمزوری اور بے نوائی کو نہیں دیکھتا، گونگے بھی چلا اٹھتے اور اپاہج بھی دوڑ پڑتے ہیں"۔

زمانے کی نزاکتیں اور خرابیاں آپ کے سامنے تھیں، معاشرہ کی گرتی ہوئی قدریں ہر صاحب فکر ونظر کو بے قرار کیے ہوئے تھیں، انسانیت دم توڑ رہی تھی، وفاؤں کا خون ہورہا تھا، جفائیں عروج پر اور برسرپیکار، ظلم وستم، عصیان وتمرد کی گرم بازاری تھی، مظلوموں کی آہیں تھیں، جو تخت وتاج اور نخوت وغرور کے شیدائیوں کے دہلیز تک نہ پہنچتی تھیں، لہٰذا ضرورت تھی کہ ایک مرد آہن سامنے آئے اور اس کا مداوا کرے، عملی اقدام کے ذریعہ آنے والوں کے لیے ایسی کہر آلود فضا میں حوصلہ کا کام دے جائے، اللہ تعالی نے اس نازک اور ذمہ داری والے کام کے لیے آپ کو توفیق دی اور آپ نے سماج کی ڈوبتی ہوئی نبض کو زندگی کی حرارت عطا کرنے کے لیے جدوجہد کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا:

"نہ صرف ہندوستان؛ بلکہ اس موجودہ دور اور عالم انسانی کی ایک اہم ضرورت ہے کہ اغراض وتعصّبات، قوم پرستی اور سیاسی مقاصد سے بالکل آزاد اور بے تعلق ہوکر عام انسانوں کے سامنے وہ حقیقتیں رکھی جائیں جن پر انسانیت کی نجات اور سلامتی موقوف ہے، اور جن کو نظر انداز کرکے ہمارا یہ پورا تمدن اور پوری انسانی سوسائٹی اس وقت سخت خطرہ سے دوچار ہے اور موت وزیست کی کشمکش میں گرفتار ہے"۔

۶/۷/جون 1998ء کو پونے کے ایک جلسہ میں آپ نے خطاب فرمایا تھا، حضرت مولاناؒ نے اس مجمع کو خطاب کرتے ہوئے ملک کی گرتی ہوئی ساکھ اور معاشرہ کی بگڑتی ہوئی صورت حال پر اپنے سوزِ دروں کو ان الفاظ میں پیش فرمایا:

"میرے بھائیو! ایک باپ کو جتنا غم اپنے بیٹے کی بیماری پر ہوتا ہے، سچ تو یہ ہے کہ اپنے پڑوسی کے بیمار ہونے پر اتنا ہی غم، اپنے گاؤں میں بسنے والے کسی بیمار فرد پر اتنا ہی غم اپنے ملک کے کسی بھائی کے بیمار پڑ جانے پر ہونا چاہیے، یاد رکھیے! تاریخ اس بات پر گواہ ہے، بلکہ میں بھی تاریخ کے ایک طالب علم کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ جب بھی یہ حسین جذبہ کسی حساس دل کے اندر پیدا ہوا، اس نے ساری سوسائٹی کو بدل ڈالا، ماحول اور معاشرہ میں اصلاح کا زبردست کام کیا، اپنا بھی نام روشن کیا، گھر اور خاندان کا نام روشن کیا، اپنے ملک کا نام روشن کیا۔ لیکن یاد رکھیے! یہ کام ان ہی خوش قسمت افراد کے ہاتھوں انجام پایا جن کا دماغ عصبیت سے خالی ہوتا ہے، جو انسانیت کی بقا وتحفظ کی خاطر جان عزیز کی بازی لگا دیتے ہیں؛ لیکن انسانیت پر آنچ آنے نہیں دیتے ہیں۔ لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ آج معاملہ خلاف فطرت ہے، انسان، انسان سے وحشت کھائے، انسان انسان سے ڈرے یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ انسان شیروں سے ڈرے، انسان پھاڑ کر کھا جانے والے درندوں سے ڈرے؛ لیکن انسان انسان سے ڈرے؟ یہ بڑے تعجب اور خسارے؛ بلکہ انسانی بقا وتحفظ کے خلاف بات ہے"۔

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مولاناؒ کا یہ مشن، پیام انسانیت کی ایک تحریک بن گئی؛ مگر اس تحریک کو تنظیم کی شکل نہیں دی گئی، اور الحمدللہ مولانا کے جانشین، اخلاف اور اس میدان کے تربیت یافتہ حضرات اس کام کو بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں اور اس کے مفید اور متوقع اثرات نظر آ رہے ہیں۔

ہندوستان؛ بلکہ دنیا کے موجودہ حالات وتناظر میں دیگر دینی اور دعوتی سرگرمیوں اور تبلیغی حرکت ومحنت کے ساتھ ساتھ سخت؛ بلکہ اشد ضرورت ہے کہ اصحاب علم ونظر، ماہرین دعوت وتبلیغ کا ایک منتخب اور انٹلیکچول طبقہ بڑی ذہانت اور تمام تر احتیاط کے ساتھ اس کام میں جڑ جائے اور مولاناؒ کے تربیت یافتہ حضرات کی نگرانی میں پیام انسانیت کا کام پوری دنیا میں پھیلا دے، اس کام کو بغیر نگرانی کے کرنا بھی آسان نہیں ہے، اس لیے: 'پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ' کے فلسفہ کو سامنے رکھنا پڑے گا۔

الغرض مولانا علی میاں ندویؒ نے ''تحریک پیام انسانیت'' کی داغ بیل ڈال کر ایک نہایت اہم اور ضروری کام کا آغاز کیا تھا آج کے حالات میں پیام انسانیت کے کام کو دعوت ہی کا کام سمجھنا چاہیے؛ کیونکہ برادران وطن اور مخالفین اسلام کے ذہنوں سے اسلام اور مسلمانوں کے تئیں شکوک وشبہات کو دور کرنا اور دعوت کے وسیع کام کے لئے فضا ہموار کرنا بھی وقت کا اہم اور بنیادی تقاضا اور ضرورت ہے۔

مولانا مرحوم کی شروع کی ہوئی تحریک پیام انسانیت وقت کی آواز تھی، اس مشن کی آج اور زیادہ ضرورت ہے؛ کیوں کہ حالات پہلے سے زیادہ خراب اور نازک ہیں، غیر مسلموں میں اسلام کے تعارف کا کام بھی ابھی ابتدائی مرحلہ میں ہے، ہم گاؤں گاؤں جا کر انسانیت کے پیغام کو عام کر سکتے ہیں۔

آیئے! ہم سب اس کے لیے کمر کس لیں اور ہر طرح سے مولانا مرحوم کے اس مشن کو جو اصل میں انبیائی مشن ہے، پوری دنیا میں پھیلا دیں۔

نعت شریف

ہوئی جو مہرِ نبوّت کی جلوہ فرمائی
اندھیری دنیا نے سوغات نور کی پائی

خزاں رسیدہ تھا انساں کی عظمتوں کا چمن
جب آپؐ آئے تو غنچے کھلے بہار آئی

چمن کے پھولوں میں اور آسمان کے تاروں میں
بہ فیضِ رحمتِ عالم ہے بزم آرائی

سبھی کو فیض ملا ہے حضور والا کا
وہ کوئی شہر کا باشندہ ہو کہ صحرائی

نصیب جاگ اٹھا اے کاش جاگتا ہی رہے
کہ دل ہو آپؐ کا شیدا، دماغ سودائی

برائے دنیا و عقبیٰ مجھے یہ کافی ہے
مرے حضورؐ جو ہے آپؐ سے شناسائی

رسولِؐ رہبر اعظم کی راہ سے ہٹ کر
بھٹک کے رہ گئے ہم، غیر ہیں تماشائی

الٰہی فکرِ سخن ہو برائے مدحِ نبیؐ
برائے نعت ہمیشہ ہو خامہ فرسائی

اگر ذرا بھی شریعت میں ہوتی گنجائش
حفیظ کرتا درِ پاک پر جبیں سائی

حفیظ محمود بلند شہری

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

پاسباں مل جائیں گے کعبہ کو اسی صنم خانہ سے

آخری قسط

مولانا محمد الیاس بھٹکلی ندوی

تیسرا واقعہ ابھی تین چار سال قبل کا ہے، اُس وقت کے نائب صدر جمہوریہ حامد انصاری صاحب کی صدارت میں دہلی میں ایک بین المذاہب سیمینار تھا جس میں پڑوسی ممالک سری لنکا بھوٹان اور نیپال وغیرہ کے مذہبی پیشوا بھی شریک تھے، میں خود بھی مقالہ نگار کی حیثیت سے اس میں مدعو تھا، لیکن مجھے یہ اعتراف کرنے میں کوئی جھجک نہیں کہ پورے سیمینار میں مدعو دوسرے مسلم نمائندوں سے زیادہ اچھی ترجمانی اسلام کی سوامی لکشمی شنکراچاریہ نے کی، انھوں نے توحید و رسالت کا تعارف کراتے ہوئے جہاد سے متعلق قرآنی آیات کی ایسی دل نشیں تشریح کی کہ اسلام سے متعلق غلط فہمیوں کا بڑی حد تک ازالہ ہوگیا، یاد رہے کہ یہ وہی سوامی لکشمی شنکر آچاریہ تھے جنھوں نے دس بارہ سال پہلے قرآن مجید کی انیس یا بیس جہادی آیتوں کا حوالہ دے کر اسلام کے خلاف ایک سخت ترین کتاب لکھی تھی لیکن بعد میں کچھ اللہ کے بندوں نے ان سے ربط کر کے پورا قرآن مجید پڑھنے اور سیرت کا مطالعہ کرنے کی ترغیب دی تو وہ کچھ دنوں کے بعد اسلام کے سب سے بڑے وکیل بن کر سامنے آئے اور خود اپنی گزشتہ کتاب کی تردید کرتے ہوئے دوسری کتاب اسلام کے حق میں لکھ کر اپنے رجوع کا اعلان کیا، آج بھی جگہ جگہ وہ اسلام سے متعلق غلط فہمی دور کرنے والے بڑے مقرر بن کر ہمارے درمیان موجود ہیں جس کا اندازہ یوٹیوب پر موجود ان کی تقاریر سے بھی ہوسکتا ہے۔

چوتھا واقعہ بھی ابھی دو تین ماہ قبل کا ہے، دہلی میں برطانوی ہائی کمیشن سے میرے ایک شناسا کا فون آیا کہ برطانوی نائب سفیر کرناٹک کے ساحلی اضلاع کے سرکاری دورہ کے دوران مولانا ابوالحسن ندوی اسلامک اکیڈمی میں بھی حاضر ہونا چاہتے ہیں، میں نے ان سے درخواست کی کہ جب شہر آہی رہے ہیں تو مدرسہ جامعہ اسلامیہ میں بھی ہم ان کو لے جائیں گے اور ایک استقبالیہ جلسہ رکھ کر مدرسہ اور اسلام کا تعارف بھی کرائیں گے، ہماری درخواست پر انھوں نے دو گھنٹے کے بجائے چھ گھنٹہ کا وقت دیا، اکیڈمی اور علی پبلک اسکول کے دورے کے بعد ہم نے جامعہ کا دورہ کرایا، پورے کیمپس، مسجد اور کتب خانہ وغیرہ کے معائنہ کے بعد اخیر میں کانفرنس ہال میں ان کے اعزاز میں استقبالیہ جلسہ رکھا گیا، اس تاریخی و دعوتی موقع سے فائدہ اٹھانے کی جب الحمدللہ ذہن میں بات آئی تو خود میں نے استقبالیہ کلمات کے دوران ان سے مخاطب ہوکر کہا: جناب: آج کی یہ کتنی خوبصورت پُر رونق اور یادگار تقریب ہے جس میں اکرام و اعزاز کر کے آپ کی عزت افزائی کی جارہی ہے، کاش! مرنے کے بعد بھی جنت میں آپ کی اسی طرح عزت افزائی ہو اور ہم اور آپ سب اسی طرح جنت میں بھی استقبالیہ تقریب میں شامل رہیں، پھر میں نے کہا جناب: مرنے کے بعد اس طرح کے اعزاز کے لیے آپ ہمارے سامنے صرف یہ مختصر جملہ دہرائیں کہ اللہ تعالی ہی خالق بھی ہے اور مدبّر بھی یعنی کائنات کے ذرہ ذرہ کے پیدا کرنے میں جس طرح وہ تنہا ہے، اس کو چلانے میں بھی وہ اکیلا ہے، الوہیت اور عبادت میں اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں، آپ صرف یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اگر اس جملہ کو آپ ہمارے سامنے دہرائیں گے تو آپ کے حق میں کل مرنے کے بعد ہم خود گواہی دیں گے اور ہم سب جنت میں

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ان شاء اللہ ایک ساتھ ہوں گے، میں نے یہ کہتے ہوئے اسٹیج سے مڑ کر ان کی جانب دیکھا تو وہ زیرِ لب مسکرا رہے تھے اور سر ہلا کر غالباً اپنی آمادگی کا اظہار کر رہے تھے،جلسہ کے بعد اخباری نمائندوں نے جب اس دورہ کے تعلق سے ان سے سوالات کیے تو انھوں نے صاف کہا ''یہاں آکر اسلام اور دینی مدارس کے تعلق سے میری غلط فہمیوں کا بڑی حد تک ازالہ ہوا،کسی بھی مدرسہ کا یہ میرا پہلا دورہ تھا'' واپسی میں ہم نے ان کو توحید و رسالت پر انگریزی میں کتابیں بھی دیں جس کو انھوں نے بڑی ممنونیت کے ساتھ قبول ہی نہیں کیا بلکہ مطالعہ کا وعدہ بھی کیا، کچھ اسی طرح کلمہ طیبہ کے اقرار کی دعوت ہم نے آج سے پندرہ سال پہلے ملک کے نامور شاعر جگن ناتھ آزاد کو بھی اپنے شہر میں ان کی آمد اور ان کے اعزاز میں جامعہ اسلامیہ میں منعقدہ جلسہ میں دی تھی۔

ایک اہم ترین دعوتی پہلو سے امت کی عمومی غفلت

اس طرح کے خوش کن سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں واقعات کی روشنی میں جو پورے ملک میں وقتاً فوقتاً مختلف اداروں اور شخصیات و تحریکات کے ذریعے الحمدللہ روز سامنے آرہے ہیں ملت اسلامیہ ہندیہ کو اپنی اس اہم دعوتی ذمہ داری کا جائزہ لینا چاہیے جس کی طرف سے اب بھی عمومی غفلت برتی جارہی ہے، عالمی سطح پر بالعموم اور ملکی سطح پر بالخصوص الحمدللہ دعوتی میدان میں گزشتہ کئی دہائیوں سے بڑے پیمانہ پر بہت اچھے کام ہو رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے بڑے اچھے نتائج بھی سامنے آرہے ہیں لیکن افسوس کہ ایک اہم اور بنیادی دعوتی پہلو کی طرف ابھی ملت اسلامیہ کی توجہ بالعموم مبذول نہیں ہوئی ہے اور وہ ہے ''سربراہانِ مملکت اور امت کے حکمرانوں تک دعوتِ دین پہنچانے کا فریضہ''، سیرت نبوی میں مکاتیب نبوی ایک مستقل باب ہے،عہد نبوی میں مسافت کی بے پناہ دوری کے باوجود رحمت عالم ﷺ نے اس وقت کے اکثر حکمرانوں اور عرب و عجم کے مختلف بادشاہوں کے نام دعوتی خطوط کے ساتھ اپنے وفود بھی بھیجے اور ان تک براہِ راست توحید و رسالت اور آخرت کا پیغام پہنچایا،بعض سیرت نگاروں کا خیال ہے کہ اس طرح کے جو دعوتی خطوط روانہ کیے گئے ان کی تعداد سو سے زائد تھی جن میں سرفہرست ایران ، روم ، مصر، حبشہ، یمامہ، بحرین اور یمن وشام وغیرہ کے حکمراں تھے جو مختلف عیسائی، یہودی اور مجوسی مذاہب سے تعلق رکھتے تھے، اس کے علاوہ مشرکین عرب کے قبائلی سرداران کو بھی آپ ﷺ نے دعوتی خطوط لکھے،ان خطوط کو لے جانے والے نمایاں سفراء و قاصدین میں حضرت دحیہ کلبیؓ، حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ، حضرت سلیط بن عمرو اور حضرت شجاع بن وہبؓ اسدی وغیرھم کے نام ملتے ہیں، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ الحمدللہ عالمی سطح پر اسلام کا تعارف ہوگیا اور ان میں سے ایک بڑی تعداد نے اسلام کی حقانیت کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے آپ کو دائرہ اسلام میں داخل بھی کیا۔

لیکن افسوس کہ اس وقت امت کی طرف سے ہر طرح کے طبقات میں دعوتی کام کے باوجود یہ ایک اہم ترین شعبہ مجموعی طور پر پورے عالمِ اسلام میں تقریباً خالی ہی نظر آرہا ہے، جب تک خلافت قائم رہی اور عثمانی ترکوں نے اپنی سادگی سے خلافت کی قبا کو چاک نہیں کیا تو اس وقت تک عالمی سطح پر امت کی عمومی قیادت کے منصب پر فائز ہونے کی بنا پر یہ فریضہ ان ہی خلفاء سلطنت عثمانیہ کا تھا جس کو انھوں نے انجام نہیں دیا،لیکن اب تو عالمی سطح پر خلافتِ اسلامیہ کے نہ ہونے کی بنا پر مسلم وغیر مسلم ممالک کے حکمرانوں کے ساتھ وہاں موجود علما اور دُعاۃ کا یہ فرضِ منصبی ہے کہ وہ کسی بھی طرح کی دعوتی حکمت کو اپنا کر عالمِ انسانیت کے ایک ایک حکمرانِ وقت،صدرِ مملکت اور وزیر اعظم و بادشاہ وغیرہ تک اسلام کی دعوت پہنچائیں۔

خود ہمارے ملک میں علماء اور دینی و مذہبی قیادت کی اب یہ ذمہ داری ہے کہ وہ کم از کم اپنے ملک کی حد تک ملکی و صوبائی سطح پر موجود سربراہوں، وزراء، گورنروں اور اعلیٰ سطحی قیادت سے بالواسطہ یا بلاواسطہ مل کر ان کو توحید کے پیغام سے آشنا کرائیں۔

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ملاقاتیں اپنے مسائل کو لے کر ہوتی ہیں لیکن ان کے مسئلہ کی خاطر نہیں

کم از کم اپنے ملک کی سطح پر ہی مذکورہ بالا دعوتی پہلو کے تعلق سے ہم غور کریں تو مجموعی طور پر پوری امتِ مسلمہ ہندیہ کو ہم قصوروار پائیں گے، سال بھر میں مختلف مناسبتوں سے اپنے ملک اور صوبہ کے حکمرانوں، وزراء اور ممبرانِ پارلیمان وممبرانِ اسمبلی وغیرہم سے ہم یا ہمارے قائدین وعلماء ملتے ہیں، اپنے مسائل لے کر ان کے پاس جاتے ہیں، مختلف اداروں کی طرف سے ان کے پاس جا کر اپنے مطالبات پر مشتمل میمورنڈم دیئے جاتے ہیں، حتیٰ کہ ہمارے بعض قائدین وعلماء کے ذاتی طور پر بڑے مناصب پر فائز ان حکمرانوں اور وزراء سے ایسے گہرے ذاتی تعلقات بھی ہیں کہ ان کے گھر شادی بیاہ وغیرہ کی تقریبات تک میں ان کی آمد ہوتی ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ ان کے ذاتی مسئلہ یعنی آخرت میں ہمیشگی کی آگ سے ان کو بچانے کے خاطر ان کی ہمدردی وخیر خواہی میں کبھی ہم نے ان سے ملاقات کی ہے؟ ہمارے اداروں کی طرف سے کبھی خالص دعوتی مقصد لے کر کوئی وفد ان کے پاس پہنچا ہے؟ کبھی بھول کر بھی ہم نے ان کے سامنے توحید کی دعوت پیش کی ہے؟ کبھی ان سے مل کر اسلام کے فطری پیغام سے براہِ راست آگاہ کرنے کی کوشش کی ہے؟ اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے، محشر کے میدان میں ہمارے یہی حکمراں اور قائدین اگر ہمارے علماء اور دعاۃ کا گریباں پکڑ کر اللہ کے دربار میں یہ سوال کریں کہ اے اللہ: یہ حضرات دسیوں مرتبہ ہمارے دربار میں اپنے اور اپنی قوم کے ذاتی اور ملّی مسائل کو لے کر حاضر ہوتے تھے متعدد باران کی دعوت پر ہم خود ان کے اداروں میں بھی گئے تھے، لیکن ان بندوں نے کبھی بھول کر بھی ایمان واسلام کی حقانیت اور کفر وشرک کی قباحتوں کا ہمارے سامنے ذکر نہیں کیا، ہمارے پاس اس وقت کیا جواب ہوگا اور کس طرح ہم اپنی اس غفلت اور کوتاہی کی تاویل کر سکیں گے؟ یہ سوال ہم سب کے لیے لمحہ فکریہ ہے اور اس کے جواب کیلئے ہمیں ابھی سے تیاری کرنے کی ضرورت ہے۔

اعلیٰ سطحی قیادت تک دعوت پہنچانے کا ایک امکانی طریقہ

ملک کے حکمراں طبقہ اور اعلیٰ سطحی قائدین تک ہمارا دعوت پہنچانے کا فریضہ صرف اس حد تک ہے کہ کبھی ہم اپنے جلسوں میں ان کو مدعو کر کے قرآن مجید کے نسخے دیتے ہیں جس کو وہ بڑے احترام کے ساتھ قبول کرتے ہیں اور اسی وقت ان کا سکریٹری یا محافظ اس کو اٹھا کر گاڑی میں رکھ دیتا ہے اور وہاں سے وہ اس کو اپنے سرکاری بنگلہ کے کتب خانہ کی زینت بنا دیتے ہیں، اسی طرح اسلام کے نام سے ہمارے یا ان کے جلسوں میں ان کی موجودگی میں جو زیادہ سے زیادہ ہماری تقریریں ہوتی ہیں وہ دفاعی انداز کی ہوتی ہیں کہ اسلام امن کا مذہب ہے، دہشت گردی سے اس کا کوئی تعلق نہیں وغیرہ وغیرہ، لیکن ان کے تعلق سے ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ جلسہ یا ہمارے ادارہ میں ان کی آمد پر ہمارا ہدیہ کیا ہوا قرآن مجید یا سیرت نبوی کا نسخہ ان کی نظروں سے گزرا ہے اور اس میں موجود توحید ورسالت اور آخرت کے عقلی دلائل کو انھوں نے پڑھا ہے یا اس کا مطالعہ انھوں نے کیا ہے، اس کے لیے ایک امکانی ترکیب ذیل میں دی جارہی ہے جس سے یقینی طور پر ان کی نظروں سے انشاء اللہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ وسیرت نبوی میں موجود اسلام کی معقولیت کے فطری دلائل گزر جائیں گے اور غیر جانب دار ہو کر اس کے مطالعہ اور اس پر غور کرنے سے ان کے ہدایت پانے کے ان شاء اللہ امکانات بھی پیدا ہوں گے۔

ملک کے تمام بڑے حکمرانوں بشمول صدر ووزیر اعظم اور کابینی وزراء، صوبائی گورنرس، ممبرانِ پارلیمنٹ وممبرانِ اسمبلی، آئی اے ایس اور آئی پی ایس افسران وغیرہ کو اپنے ادارہ کی طرف سے اس طرح خطوط لکھے جائیں کہ ہم عالمی سطح پر ایک ضخیم کتاب تین چار جلدوں میں شائع کرنے جارہے ہیں، جس کا عنوان ہے:

۱)" حضرت محمد ﷺ بحیثیت پیغمبر امن، بھارت کے بیسویں صدی کے حکمرانوں کی نظر میں" ملک کے سپریم کورٹ اور

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہائی کورٹ کے ججز اور نامور وکلاء کو یہ عنوان دیا جائے۔

۲) "حضرت محمد ﷺ بحیثیت ایک کامیاب قانون داں بھارت کے نامور قانون دانوں کی نظر میں'' ملک کی تمام یونیورسیٹیوں کے وائس چانسلروں اور کالجز کے پرنسپلوں کے لیے یہ عنوان رکھا جائے ۔

۳) ''حضرت محمد ﷺ بحیثیت کامیاب معلّم ومربی ہندوستان کے نامور ماہرین تعلیم کی نظر میں'' مرسلہ خط میں ان کو لکھا جائے کہ اس سلسلہ میں ہمیں حضرت محمد ﷺ کے تعلق سے دو تین صفحات پر مشتمل آپ کے تاثرات مطلوب ہیں۔

ان کے ذاتی نام سے اپنے لیٹر ہیڈ پر ٹائپ کرکے ان حضرات کو یہ خطوط خود جاکر دیئے جائیں اور ساتھ میں سیرت نبوی کی کوئی معیاری کتاب بھی یہ کہہ کر ان کو دی جائے کہ اس سلسلہ میں آپ ہماری ہدیہ کردہ اس کتاب سے بھی مدد لے سکتے ہیں یا دوسرے کتب خانوں میں موجود کتابوں یا انٹرنیٹ پر موجود مواد سے بھی استفادہ کرسکتے ہیں، اس کے لیے آپ کو دوتین ماہ کا موقع ہے، جب آپ کا تاثراتی مضمون حضرت محمد ﷺ کے تعلق سے ہمیں موصول ہوگا تو اس کو ہم آپ کے یعنی مضمون نگار کے مختصر تعارفی نوٹ کے ساتھ اس تاریخی اور عالمی سطح پر شائع ہونے والی کتاب میں شامل کریں گے اور کتاب کے تراجم دنیا کی بڑی زبانوں عربی، انگریزی، ہندی، اردو اور چینی وغیرہ میں بھی شائع کریں گے اور ملکی سطح پر ایک بڑے جلسہ میں اس کتاب کا اجراء ہوگا۔

ظاہر بات ہے اس خط کا سب سے پہلا نفسیاتی اثر مدعو اور مخاطب پر یہ پڑے گا کہ وہ سوچنے لگے گا کہ مجھے اس ادارہ نے بیسویں صدی کے ملک کے کامیاب حکمرانوں، قانون دانوں اور ماہرین تعلیم میں شامل کرکے میرا سر فخر سے اونچا کردیا ہے، دوم یہ کہ یہ کتاب عالمی زبانوں میں شائع ہوگی اور بین الاقوامی سطح پر اس کا تعارف ہوگا اور اس میں خود میرا آرٹیکل بھی شامل ہوگا اس لیے مجھے بہتر سے بہتر انداز میں حضرت محمد ﷺ کے تعلق سے لکھنا اور ان کی خوبیوں کو بیان کرنا ہے، اس کے لیے وہ سب سے پہلے خود سیرت نبوی کا اطمینان سے مطالعہ کرے گا اور ہمارے لیے یہ بات یقینی ہوجائے گی کہ ان شاء اللہ اس دوران توحید ورسالت کا ابدی پیغام اس کی نظر سے گزر جائے گا اور ہم اپنی دعوتی ذمہ داری سے سبکدوش ہوجائیں گے، دوچار ماہ کے بعد جب یہ کتاب شائع ہوگی جس کی طباعت پر دوتین لاکھ روپے سے زیادہ خرچ نہیں ہوں گے، اس کے اجراء میں خود ان تمام حضرات کو مدعو کیا جائے گا اور وہ خود اس جلسہ میں شریک ہوکر رحمت عالم ﷺ کے تعلق سے اپنے مثبت تاثرات کا اظہار کریں گے، اگر ہم نے ملکی سطح پر ایک ہزار کے قریب ان اعلیٰ سطحی شخصیات تک خود جاکر یا کسی معتبر شخص کے ذریعے اپنا یہ پیغام پہنچادیا اور ان میں دوتین سو لوگوں نے بھی اپنے دوتین صفحہ کے تاثرات ارسال کیے تو یہ دوتین سو افراد لاکھوں نہیں کروڑوں لوگوں کے نمائندے اور ترجمان ہوں گے اور خود ان کے ذریعے اسلام کے تعلق سے شائع ہونے والی اس کتاب کو دوسرے لوگوں تک پہنچانا بھی ہمارے لیے آسان ہوگا، اس امکانی طریقہ دعوت کے تجربات ملکی سطح پر بھی ہوسکتے ہیں یا پھر صوبائی یا ضلعی سطح پر بھی، کسی بھی ادارہ یا جمعیت وتحریک کی طرف سے اس کو بآسانی انجام دیا جاسکتا ہے۔

ہم نے اس امکانی دعوتی طریقہ کو اپنے ملک کے کئی چوٹی کے علما وقائدین کے سامنے رکھا جن کا ملک کی اعلیٰ قیادت سے ذاتی تعارف بھی تھا اور ربط وتعلق بھی، وہ اس دعوتی کام کو بآسانی اور بخوبی انجام بھی دے سکتے تھے، ایک نامور ملّی قائد کے پاس دہلی میں خود اسی مقصد کی خاطر دوتین دفعہ خود گیا اور ان کو اپنے شہر اور اداروں میں مدعو کرکے اس دعوتی پہلو کو روبعمل لانے کی شدید ضرورت کے تعلق سے ان کی ذہن سازی بھی کی، لیکن ان کی طرف سے بار بار یاددہانی کے باوجود ہنوز دلّی دوراست کا معاملہ ہے، ہم نے حضرت مولانا اسرارالحق صاحب قاسمیؒ کو بھی اپنے ادارہ میں بلاکر یہ دعوتی منصوبہ ان کے سامنے رکھا تھا، الحمدللہ

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

انھوں نے اس کو بہت پسند کیا اور دہلی واپس جا کر اس پر کام بھی شروع کر دیا اور کئی پارلیمانی ممبران کے نام اس طرح کے دعوتی خطوط بھی لکھے لیکن اسی دوران وہ اللہ کو پیارے ہو گئے، سپریم کورٹ میں پریکٹس کرنے والے ملک کے ایک نامور مسلم وکیل جو ماضی قریب میں حکومت کے ایک بڑے عہدہ پر بھی فائز تھے ان سے بھی ہم نے مسلسل ایک سال تک زبانی و تحریری رابطہ کر کے اور ان کو اپنے یہاں بلا کر اور خود ان کے شہر جا کر بھی ترغیب دی کہ وہ ملکی سطح پر جج اور وکلاء کے درمیان اس کا دعوتی کام تجربہ کریں، لیکن وہ بھی وعدہ پر وعدہ کے باوجود اب تک اس کام کو شروع نہیں کر سکے ہیں، لیکن میں اب بھی اللہ تعالی کی ذات سے ناامید نہیں ہوں اور روزانہ اس کے لیے دعا کے ساتھ کوشش بھی کر رہا ہوں کہ ملکی یا ریاستی سطح پر مختلف سیاسی، قانونی، تعلیمی اور تجارتی میدانوں میں کام کرنے والے اعلیٰ سطح کے کچھ افراد میسر آ جائیں تو ان کے توسط سے بآسانی اس امکانی دعوتی تجربہ کو آگے بڑھایا جا سکے۔

پاسباں مل جائیں گے کعبہ کو اسی صنم خانہ سے

ہمیں رحمت عالم ﷺ کی ناامیدی و مایوسی اور اتمام حجت کے بعد آخری مرحلہ میں اپنے دشمنوں کے حق میں کی گئی بددعا اللھم دمّر اعداء الدین اعداء الاسلام والمسلمین "اے اللہ! تو اسلام اور مسلمان دشمنوں کو نیست و نابود کر" یاد رہتی ہے لیکن آسمان سے فرشتوں کے ذریعہ دشمنوں کی ہلاکت کی پیش کش کے باوجود ''اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون'' والی مشفقانہ کیفیت یاد نہیں رہتی کہ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے، بے شک وہ جانتی نہیں پوری اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبہ سے اخلاصِ نیت کے ساتھ سخت سے سخت انسان کے سامنے بھی معقول بات رکھی گئی ہے تو بالعموم اس کا اثر ضرور ہوا ہے، بالعموم ہم کہتے ہیں کہ فلاں حکمراں تو ظالم ہے، سفاک ہے، اس کے پاس جانے کا کیا فائدہ؟ فرعون سے بڑھ کر شاید ہی انسانی تاریخ میں کوئی ظالم و جابر حکمراں ہوگا، اس نے ہزاروں معصوم بچوں کو ذبح کر کے سفاکیت کی ناقابل یقین تاریخ رقم کی تھی، خود کو أنا ربّکم الاعلیٰ کہتا تھا، ایسے سخت ترین بادشاہ کے پاس بھی وقت کے نبی کو جانے کا حکم ہوا اور یہ بات علیم و خبیر رب العالمین کو معلوم ہونے کے باوجود کہ وہ اپنی سرکشی سے باز نہیں آئے گا اور اس کے مقدر میں ہدایت نہیں ہے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارونؑ کو حکم دیا گیا کہ آپ دونوں اس سرکش فرعون سے مل کر نرمی سے بات کریں اور اس کو سمجھائیں، شاید کہ وہ مان جائے، اسی طرح آج ہم بھی اپنا دعوتی فریضہ سمجھ کر اگر ملک کے حکمرانوں اور اعلیٰ سطحی قیادت سے مل کر ان کی ہمدردی کے جذبہ سے ان کو ہمیشہ کی ہلاکت سے بچانے کے لیے حکمت کے ساتھ دعوت کا پیغام دیں گے اور اسلام کی حقانیت اور توحید و رسالت کی معقولیت کو سمجھانے کی کوشش کریں گے تو تین میں سے ایک نتیجہ ہر حال میں ان شاء اللہ سامنے آنے والا ہے، اول یا تو وہ فضل خداوندی سے ان شاء اللہ ہدایت پائیں گے، دوم اگر حلقہ بگوشِ اسلام نہ بھی ہوئے تو کم از کم اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے ان کے نفرت کے جذبات میں کمی آئے گی اور اسلام سے متعلق ان کی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوگا، سوم اگر یہ دونوں مذکورہ نتائج مرتب نہیں بھی ہوئے تو اس اہم فریضہ دعوت کی ادائیگی کے بعد مسلمانوں کے خلاف ان کی ظلم و زیادتی پر ان کی اس دنیا ہی میں پکڑ کے خداوندی فیصلے سامنے آئیں گے اور مسلمانوں کے حق میں اللہ کی مدد کا ظہور ہوگا، ہمارے ملک کے بگڑتے ماحول، سنگین صورتِ حال اور تشویشناک حالات کے باوجود ہمیں اللہ پاک کی ذات سے امید قوی ہے کہ ان شاء اللہ کچھ فیصد پہلا نتیجہ بھی برآمد ہوگا اور ہم خود زبان حال سے کہیں گے "پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے" پھر دنیا اسلام کا یہ معجزہ بھی دیکھے گی کہ کل کے ہمارے سب سے زیادہ اسلام دشمن سمجھے جانے والے یہ حکمراں اور اعلیٰ سطحی قائدین اسلام کے نہ صرف حامی و وکیل بلکہ داعی و مبلغ بن کر سامنے آئیں گے۔ وَمَاذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

علیم اختر کی بازیافت

اور ڈاکٹر مستمر کی محنتِ شاقہ

از: ڈاکٹر محمد عاشق صدیقی ندوی
جامعہ امام ولی اللہ اسلامیہ پھلت مظفرنگر

وقت بہت بڑا پارکھی ہوتا ہے، جس طرح نظیر اکبرآبادی کو ایک مدت تک فراموش کیا جاتا رہا، ٹھیک اسی طرح ہمارے اردو والوں بالخصوص گروپ بندی نے نہ جانے کتنے شعرا ٗ و ادبا کو بھی نسیا منسیا کیا ہے، ان میں ایک نام علیم اختر کا بھی ہے۔ علیم اختر مظفرنگری ہندوستان کے نامور شعراء واُدباء میں سے ایک ہیں، جس وقت انہوں نے اردو شاعری میں قدم رکھا، اور غزل کے نوک و پلک سنوارنے شروع کئے، یہ وہ دور تھا، جب عظیم ترین شعراء آسمان ادب پر چمک رہے تھے۔ اصغر، فانی، حسرت، جگر، جیسے افرادغزل کی خوبی وخوبصورتی کے ضامن بنے ہوئے تھے۔ انہی برگزیدہ حضرات کے درمیان علیم صاحب نے بھی غزل گوئی کو اپنا پسندیدہ میدان منتخب کیا۔ محنت وشدت اور خوبصورتی کے ساتھ منہمک ہوکر غزل کی خدمت انجام دی۔ آپ کی خدمات نے اردو کے عظیم ترین شعراء وناقدین فن کو آپ کا قدرداں بنادیا نیز حسرت جیسے شاعر کو یقین ہوگیا کہ آپ آنے والے وقت میں اردو شاعری کو قیمتی سرمایہ عطا کریں گے جس باعث آپ کو بھلایا نہیں جائے گا، لیکن حالات کی ستم ظریفی دیکھئے ان کی وفات کے بعد ان پر وہ کام نہیں ہو پایا جس کے وہ حقدار تھے، چنانچہ تحقیق و تنقید کا دائرہ سمٹ کر رہ گیا، گفتگو کا مرکز چند تحریکات یا ان سے وابستہ افراد ہی رہے اور تنہائی و گوشہ نشینی میں ریاضتِ ادب کرنے والوں کو پارکھی نصیب نہیں ہوئے۔ چنانچہ علیم اختر پر بھی ایک عرصہ تک کسی محقق و ناقد کی توجہ مرکوز نہیں ہوئی، لیکن وہ وقت بھی آیا کہ ایک شخص نے تمام چیزوں کو بالائے طاق رکھ کر تحقیق کے لیے اس شخصیت کا انتخاب کیا اور ادب سے محبت ولگاؤ اور ایمان داری کا ثبوت کا پیش کیا، یہ نوجوان اسکالر محمد مستمر تھے، علیم اختر جیسی شخصیت کا انتخاب کرنا ہی اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ وہ علم وادب کے سچے مداح و پرستار ہیں، وہ کسی شخصیت کے عہدہ و منصب سے مرعوب نہیں ہوتے اور یہ خوبیاں ہی ایک عظیم محقق وناقد کی پہچان ہوتی ہیں۔

ڈاکٹر مستمر جس طریقہ سے علیم اختر مظفرنگری کی ہشت پہلو شخصیت کے ہر پہلو کو زیر بحث لائے ہیں اور بہت ہی خوبی و خوبصورتی سے ان کے فن پر بحث کی ہے، وہ قابل تعریف ہے، ان کے مقالہ کا میں نے مطالعہ کیا، اس مطالعے سے یہ احساس قلب میں پیدا ہورہا تھا کہ یہ کسی طالب علم کا ایم فل کا مقالہ نہیں ہے بلکہ کسی مایہ ناز محقق کی تحقیقی دستاویز ہے۔ میرے اس قول پر آپ ضرور ایمان لے آئیں گے جب آپ خود ''علیم اختر مظفر نگری کی شاعری: ایک مطالعہ'' کتاب کی قرأت کریں گے۔

زیر نظر کتاب ''علیم اختر مظفرنگری کی شاعری: ایک مطالعہ'' پانچ اَبواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں علیم اختر مظفرنگری کی حیات وخدمات پر روشنی ڈالی گئی ہے نیز ان کی زندگی کے نشیب و فراز، ملازمت، مشکلات و پریشانیاں، تمام چیزوں کو پوری طرح سے عیاں کیا گیا ہے۔ اس باب میں علیم اختر کی زندگی پورے طور پر جلوہ گر ہے، اور ان کی زندگی کے تمام پہلوؤں پر گفتگو کی گئی ہے۔ موصوف کی پیدائش سے موت تک کے سفر کو پوری طرح اس باب میں پیش کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر مستمر کی خوبی یہی ہے کہ انہوں نے علیم اختر کا وکیل بننے کی کوشش نہیں کی ہے بلکہ ایک محقق وناقد کی

پی۔ ڈی۔ ایف۔ # محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

حیثیت سے زندگی کے ہر پہلو کو عیاں کیا ہے، اس باب کے تحت علیم اختر کی ادبی خدمات پر بھی سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔

دوسرا باب علیم اختر مظفرنگری کا عہد اور معاصرین شعراء سے تقابل'' کے زیر عنوان ہے، یہ باب اس مقالہ کو انفرادیت عطا کرتا ہے اور ڈاکٹر مستمر کی لیاقت و محنت کا غماز ہے، اس باب میں بیسوی صدی کے عظیم ترین شعراء اور علیم اختر کی شاعری کا تقابل کیا گیا ہے، جس سے ان کے مطالعۂ شاعری پر نظر تقابل و تجزیہ کرنے کی صلاحیت عیاں ہوتی ہے۔ اس باب میں بیسوی صدی کے نمائندہ شعرأ احسان دانش، اختر شیرانی، ساغر نظامی، بسمل سعیدی، اسرارالحق مجاز، معین احسن جذبی کا تعارف بھی موجود ہے، جس سے ان شعراء کے مقام کی جانب اشارہ ہوتا ہے، اسی کے ساتھ ساتھ ان شعرا کے منتخب اشعار اور علیم اختر مظفرنگری کے اشعار کا تقابل کیا ہے، جو انتہائی اہم کام ہے نیز جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ علیم اختر کا کلام اپنے معاصرین قلم کاروں کی بہ نسبت کس اہمیت کا حامل ہے اور موصوف کا فکر و فن اور تخئیل کی پرواز اپنے ہم عصروں سے کس ادبی مقام پر فائز ہے۔ واقعی اس باب نے مقالہ کو انتہائی وقیع، معتبر اور مستند بنا دیا ہے۔ اور جیسا کہ مشہور و معروف ناقد علی احمد فاطمی نے لکھا ہے:

''مستمر صاحب نے ایم فل کا یہ مقالہ محض خانہ پُری تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ کتاب کو پڑھنے پر اندازہ ہوتا ہے کہ موصوف نے بڑی محنت، لگن اور غیر جانب داری سے تحقیق و تنقید کا حق ادا کیا ہے، انھوں نے نہ صرف علیم صاحب کی شعری جہتوں کو منکشف کیا بلکہ ان کی نثر نگاری پر بھی سیر حاصل گفتگو کی ہے، مستمر صاحب نے صرف تنقیدی دبستانوں کے تحت اپنے نظریات قائم نہیں کیے بلکہ ان کا تنقیدی شعور کہیں جمالیاتی ہو جاتا ہے، کہیں رومانی، کہیں نفسیاتی اور کہیں سائنٹفک، لیکن جب وہ جذبات سے کام لیتے ہیں تو تنقید پر تعریف غالب آ جاتی ہے۔ مقالہ پانچ ابواب پر مشتمل ہے، مقالہ کا دوسرا باب'' علیم اختر کا عہد اور معاصرین شعرأ سے تقابل'' میں مصنف نے علیم اختر کے کلام کا معاصرین شعرأ سے جو تقابلی جائزہ لیا ہے اس سے ''موازنہ انیس و دبیر' کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

فاطمی صاحب کی آرأ سے پورے طور پر متفق ہوا جا سکتا ہے نیز اس میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح مستمر صاحب نے معاصرین شعراء سے تقابل پیش کیا ہے، وہ ان کی علمیت و صلاحیت پر دال ہے۔ دال کیوں نہ ہو آخر انھوں نے علیم صاحب کے فن و شخصیت، شعری جہتوں اور دیگر شعرا سے تقابل کر کے ان کا جو مقام و مرتبہ مدلل پیش کیا ہے، وہ ایک طرۂ امتیاز ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ کوئی معمولی کام نہیں بلکہ یہ ایک جوکھم بھرا کام ہے، جس کو بحسن و خوبی مستمر صاحب نے انجام دیا ہے۔

باب سوم ''علیم اختر مظفرنگری کی نثر نگاری'' کے عنوان سے ہے، اس باب میں ان کی نثر نگاری پر گفتگو کی گئی ہے اور مضامین کے مجموعے "یادوں کے آئینے میں" اور انہوں نے جو نجی مضامین تحریر کئے ہیں، ان تمام پر مکمل گفتگو کی گئی ہے، ان کی خصوصیات و انفرادیت، اسلوب کی خوبصورتی و عمدگی، سلاست و روانی ان تمام پہلوؤں کو عیاں کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار نے ان کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تحریروں کو موضوعِ گفتگو بنایا ہے۔ علیم اختر کے زیادہ تر مضامین شخصیت پر ہیں۔ ان سے متعلق ڈاکٹر مستمر رقم طراز ہیں:

"مولانا علیم اختر کی تحریروں میں خاکہ نگاری کے اوصاف پائے جاتے ہیں، ان کے یہاں ایمانداری، احساس، تناسب، قوت مشاہدہ اور معصومانہ مہارت کے عناصر موجود ہیں"

اس باب میں مقالہ نگار نے علیم اختر کے نثری سرمایہ کا تعارف کرایا ہے، اور موصوف کے مقام و مرتبہ کا تعین کیا ہے، جس سے ان کی صلاحیتوں کا علم ہوتا ہے۔

چوتھا باب علیم اختر کی شاعری کا تنقیدی مطالعہ ہے، جس میں ان کی شاعری کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے، اور ان کی شاعری کے مقام کو پوری طرح مترشح کر دیا ہے۔ چوتھے باب

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کو تین اجزاء میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(الف) ''نظمیہ شاعری'' اس باب میں علیم اختر کی نظمیہ شاعری کے خواص پر گفتگو کی گئی ہے، اور اس اعتراف کے ساتھ ساتھ کہ علیم اختر غزل کے شاعر ہیں، غزل ان کے یہاں وجہ امتیاز اور دلیلِ مقبولیت ہے، ان کی نظم نگاری کی گراں قدر خوبیوں کو ان الفاظ میں جامہ پہنایا گیا ہے:

"علیم اختر کی شاعری کی نظموں کا اگر جائزہ لیا جائے تو ان کی نظموں میں حسن وعشق، جمال پرستی، سلاست، روانی، بلند تخیل، الفاظ کی تراکیب اور تفحص تشبیہ کا حسین سنگم موجود ہے"

ان الفاظ میں علیم اختر مظفر نگری کی نظمیہ شاعری کا پرتو موجود ہے البتہ ڈاکٹر مستمر کو اس بات کا احساس ہے کہ علیم اختر کی غزلیہ شاعری ہی ان کی کل کائنات ہے۔ چوتھے باب کے اس جز میں ان کی مختلف نظموں کے تجزیے کئے گئے ہیں، جس سے ان کی نظموں کی خوبصورتی، موضوع کی ندرت پوری طرح جلوہ گر ہو جاتی ہے۔ علیم اختر کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے بچوں کیلئے بھی نظمیں لکھی ہیں، جو بچوں کی نفسیات پر کھری اترتی ہیں، جن کو ڈاکٹر مستمر نے اپنی کتاب میں پیش کیا ہے، اور ان پر بھی وقیع گفتگو کی ہے۔

(ب) دوسرا جز غزلیہ شاعری پر ہے، علیم اختر مظفر نگری غزل کے عمدہ ترین شاعر ہیں، اس جز میں علیم اختر کی غزلیہ شاعری کا تعارف کرایا گیا ہے، اس کی اہمیت وانفرادیت کو واضح کیا گیا ہے۔ ان کے افکار واسالیب اور ان کے موضوعات کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے اور دیگر شعراء کے اشعار سے ان کے اشعار کا تقابل کرایا گیا ہے، جس سے علیم اختر کی شاعری کی اہمیت و وقعت، انفرادیت، موضوع کو برتنے کا انداز، محاوروں کو استعمال کرنے کا طریقہ عیاں ہوتا ہے، جس سے علیم اختر کی غزلیہ شاعری کے مقام کا تعین آسان ہو جاتا ہے، اور یہ مقالہ نگار کی بڑی کامیابی ہے۔

(ج) اس جز کے تحت علیم اختر کی نعتیہ شاعری پر گفتگو کی گئی ہے، جس سے شاعر موصوف کے دینی مزاج اور حب رسول اللہ کے دلائل فراہم ہوتے ہیں، اس جز کے تحت علیم اختر مظفر نگری کی نعت گوئی کی خصوصیات کو بیان کیا گیا ہے۔ فنِ نعت کی نازکی کے باوجود کس طرح انہوں نے یہ معرکہ سر کیا ہے، اس پر روشنی ڈالی گئی ہے، اس جز میں ان کی چند نظموں کو پیش کر کے ان پر قابل قدر گفتگو کی گئی ہے، اور فن نظم کی بلندیوں کو یہ نظمیں کیسے مس کرتی ہیں، اس کو دلائل کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے۔ یہ باب علیم اختر مظفر نگری کی شاعری کے تمام پہلوؤں کو بحسن وخوبی قارئین کے سامنے لاتا ہے اور ان کی شاعری کا معیار متعین کرتا ہے۔

مقالہ کے آخر میں حاصل مطالعہ پیش کیا گیا ہے، جس میں مقالہ نگار نے اپنے مطالعے اور تحقیق کے نچوڑ کو چند صفحات میں قلم بند کیا ہے۔ چنانچہ اس کتاب کی روشنی میں قاری کو یہ احساس بہ خوبی ہو جاتا ہے کہ علیم اختر کا کلام وسخن اور فن وشخصیت کسی طور سے کم نہیں تھی بلکہ کبھی کبھی تو ہمیں ان کی غزلیں، نظمیں اور دیگر اصنافِ سخن کو پڑھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے معاصرین سے کئی قدم آگے نکل گئے ہیں، نیز جن پہلوؤں کو ڈاکٹر محمد مستمر نے مضبوطی کے ساتھ آشکار کیا ہے۔ ڈاکٹر مستمر اس اہم کام کے لئے قابل مبارکباد ہیں۔ چلتے چلتے میں یہاں اس بات کو بھی نشان زد کر دوں کہ جہاں مستمر صاحب نے ساڑھے تین سو صفحات پر مشتمل یہ مقالہ تحریر کیا ہے تو وہیں انھوں کئی برسوں کی محنتِ شاقہ کے بعد ''کلیاتِ علیم اختر مظفر نگری'' کو ترتیب دے کر نہ صرف علیم صاحب کے تئیں خراجِ عقیدت پیش کیا بلکہ علیم صاحب کے کلام کو یکجا کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا ہے۔ موصوف نے کلیاتِ علیم اختر'' کو نہ صرف ترتیب ہی دیا ہے بلکہ انھوں نے بڑی جانفشانی، عرق ریزی اور شب وروز کی انتھک محنت سے اس بات کا بھی پتا لگانے کی بلیغ سعی کی ہے کہ کون سا فن پارہ کب تخلیق ہوا کس رسالہ میں شائع ہوا اور سب سے بڑی بات یہ کہ کچھ تخلیقات کے تعلق سے یہ بھی رسائی حاصل کی ہے کہ یہ تخلیق کب اور کیسے وجود میں آئی نیز تخلیقِ ظہور کا سبب کیا بنا۔ بہر کیف ہمیں مستمر صاحب کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ انھوں نے ایسے فنکار کو زندہ کر دیا جس کو لوگ بالکل ہی بھول چکے تھے۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

خبروں کی دنیا

News World

محمد ادریس ولی اللہی

کنویں والی مسجد جعفرآباد دہلی میں ایک دعوتی اجلاس

اسلامی ملت اور انسانیت کے تمام مسائل کا حل دعوت الی اللہ میں مضمر ہے،ان خیالات کا اظہار حضرت داعی اسلام مولانا محمد کلیم صدیقی نے کنویں والی مسجد، جعفرآباد، پرانی دہلی میں ۱۶/ نومبر کو منعقد ایک دعوتی اجلاس میں فرمایا،انھوں نے فرمایا کہ یہ انسانی زندگی کا مسلم قاعدہ ہے کہ وہ عزت واحترام،محبت وسلوک، احسان شناسی وخوش اخلاقی یا دیگر جس چیز کا بھی طالب ومتلاشی ہے اسے بانٹنا شروع کردے تو وہ بذات خود ان اچھائیوں سے مالا مال ہو جاتا ہے۔انھوں نے فرمایا کہ خیر میں سب سے بڑی خیر اور نعمتوں میں سب سے عظیم نعمت، ایمان ہے،اگر ہم خود ایمان کا مل کے سچے طلبگار ہیں تو ہمیں ایمان کی دعوت کو قریہ قریہ،شہر شہر، اندرون ملک اور بیرون ملک اور دنیا کے آخری آدمی تک پہنچانا ہوگا اور اس عظیم فرض منصبی کو انجام دینا ہوگا جس کے باعث اللہ کریم نے ہمیں خیر امت کا امتیاز نصیب فرمایا ہے،پوری دنیا آج ہدایت کے لئے ترس رہی ہے اور انتظار دیکھ رہی ہے کہ کوئی ان تک اللہ کے بھیجے ہوئے اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے پیغام ہدایت کو پہنچائے اور انہیں صراط مستقیم سے ہمکنار کرے،دعوت الی اللہ کی کما حقہ ادائیگی پر آپ خود مشاہدہ کریں گے کہ خون کے پیاسے لوگ جان کے محافظ بن کر کھڑے ہو جائیں گے،اس لئے ضرورت اس بات کی ہے ہم سب بحیثیت خیر امت اور ذمہ دار مسلمان اپنی زندگیوں کو اس پیغام کو اپنی اپنی سطح پر عام کرنے کیلئے وقف کر دیں۔ پروگرام کی نظامت مفتی محمد طالب ندوی امام مسجد نے کی ،اہم شرکاء میں عوام کے علاوہ مولانا تمکین عباس ندوی،مولانا عارف قاسمی صاحب،مولانا محمد شوقین، مولانا وسیم ندوی، مولانا محمد مشاہد، مولانا ابو ہریرہ ندوی ، مولانا حسین ندوی خاص طور پر قابل ذکر ہیں،

کنویں والی مسجد جعفرآباد دہلی

۱۵/ نومبر کو جمعہ کے دن ڈاکٹر مفتی عاشق صدیقی ندوی استاد تفسیر وفقہ جامعہ امام ولی اللہ الاسلامیہ،پھلت وقاضی شریعت آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے دارالحکومت دہلی میں قائم داعی اسلام حضرت مولانا کلیم صدیقی کے دینی،دعوتی،تعلیمی وتربیتی ادارہ مدرسہ جامعہ صفہ اسلامیہ، دیندار پور، نجف گڑھ کی جامع مسجد میں خطاب فرمایا،جس میں انھوں نے اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنانے اور رحمتہ للعالمین ﷺ کا پیغام عام کرنے پر زور دیا،انھوں نے فرمایا کہ اللہ پاک نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت نہ صرف یہ کہ انسانوں بلکہ چرند و پرند، شجر وحجر، کائنات کے تمام حیاتیاتی اور غیر حیاتیاتی اجزاء کے لیے یکساں باعث رحمت تھی،آج دنیا میں جہاں کہیں بھی امن وامان قائم ہے اور عورتوں،غلاموں،بچوں،مزدوروں، بے کسوں کے حقوق کے لیے آوازیں بلند کی جارہی ہیں یا ان کے لئے کام کیا جارہا ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت اور رحمت وکرم کا صدقہ ہے،اگر ہم چاہتے ہیں کہ انسانوں کے درمیان امن وامان قائم ہو،حق والے کو اس کا حق ملے، زمین سے فساد اور برائیاں ناپید ہوں تو ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو اپنانا ہوگا،حافظ ادریس قریشی ولی اللہی کی پرسوز دعا پر اس مجلس کا اختتام ہوا،اس موقع پر مہمانوں نے جامعہ میں تعلیم حاصل کررہے طلباء، اور جامعہ کے دعوتی،انتظامی،تعلیمی اور تربیتی نظام کا جائزہ لے کر خوشی اور اطمینان کا اظہار فرمایا اور دعاؤں سے نوازا، جامعہ کے مہتمم مولانا احمد مشاد ندوی نے مہمانوں کا استقبال کیا۔

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

فقہی مسائل

مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی

س: مسافر امام کے پیچھے مقیم نے جماعت سے نماز پڑھی اور امام نے دو رکعت پر سلام پھیر لیا اب تیسری و چوتھی رکعات میں مقیم سورۃ فاتحہ پڑھے یا نہیں؟

ج: جب مقیم مقتدی، مسافر امام کے پیچھے نماز پڑھے تو مسافر امام کے سلام پھیرنے کے بعد مقیم مقتدی باقی دو رکعت میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھے گا؛ بلکہ اتنی ہی دیر کھڑے ہوکر رکوع سجدہ کرے گا۔(مستفاد: فتاوی محمودیہ ۱۷۲/۲)

س: حیض کے آخری دن غسل سے پہلے کیا میاں بیوی ہم بستر ہوسکتے ہیں؟ یا ضروری ہے کہ ہم بستر ہونے سے قبل بیوی حیض سے پاک ہونے کا غسل کرے؟

ج: اگر حیض کا خون پورے دس دن اور دس رات آکر بند ہوا ہے تو ہم بستری جائز ہونے کے لیے عورت کا غسل کرنا ضروری نہیں، غسل سے پہلے بھی ہم بستر ہوسکتے ہیں اور اگر دس دن اور دس رات سے کم اس کی عادت کے مطابق مثلاً چار یا پانچ دن آکر بند ہوا ہے تو جب تک وہ غسل حیض نہ کرلے یا ایک نماز کا وقت نہ گذر جائے یعنی ایک نماز اس کے ذمہ قضاء نہ ہوجائے تب تک ہم بستر ہونا جائز نہیں۔

س: مرد کو ناپاکی کے بال "بال صفا صابون" سے صاف کرنا جائز ہے یا بلیڈ سے ہی صاف کرے؟

ج: مرد کے لئے مسنون و مستحب حلق کرنا ہے، یعنی بلیڈ وغیرہ کا استعمال کیا جائے، اور بال صفا صابون اور کریم وغیرہ کے ذریعہ بھی صاف کرنا جائز ہے، نیز صفائی بالکل ناف سے لے کر آخر تک کرنا چاہئے۔ ويبتدء في حلق العانة من تحت السرة ولو عالج بالنورة في العانة يجوز (فتاوی عالمگیری، باب۱۳، زکریا قدیم ۸۵۳/۵)

س: کیا خواتین نماز جمعہ پڑھ سکتی ہیں؟

ج: عورت پر اگرچہ مردوں کی طرح جمعہ پڑھنا فرض نہیں ہے، البتہ اگر وہ بھی مردوں کی جماعت میں شامل ہوکر جیسے حرمین شریفین میں پڑھ لیتی ہیں جمعہ پڑھ لے، تو اس کا جمعہ درست ہوجائے گا، اور ظہر کا فریضہ اس سے ساقط ہوجائے گا، یعنی ظہر کی نماز پڑھنے کی حاجت نہیں رہے گی۔ ومن هو من أهل الوجوب كالمريض والمسافر والعبد والمرأة تجزيهم ويسقط عنهم الظهر۔(بدائع الصنائع ۵۸۲/۱)

س: مرد کے لئے لیزر ہیئر ریموول (laser HAIR removal) سے بغل کے بال صاف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کے استعمال سے بال پھر سے نہیں اگتے، یعنی بال جڑ سے ختم ہوجاتے ہیں۔

ج: بغل کے بالوں کو صاف کرنے کے لیے لیزر ہیر ریموول کا استعمال کرنا درست ہے، بغل کے بالوں کو ایسی مشین کے ذریعہ جڑ سے صاف کرنا بھی جائز ہے۔

س: جس کمرہ میں قرآن ہو وہاں اپنی بیوی سے صحبت کرنا کیسا ہے؟

ج: صورت مسئولہ میں مسلمانوں کے گھروں میں عام طور پر دینی کتب یا قرآن شریف موجود ہوتے ہیں، اس لئے ان کی موجودگی میں صحبت جائز ہے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ انہیں کسی کپڑے وغیرہ سے ڈھانک دیا جائے۔

يجوز قربان المراة في بيت فيه مصحف مستور كذا في القنية وفي الدر المختار مع رد المحتار (هندية (۵/۲۲۳): (۱/۸۱۷)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

آخری صفحہ

ذرا نم ہوتو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

اس خیال سے کہ انسان کو صرف کسی کام کا علم کافی نہیں بلکہ انسان کو کام کرنے کا یقین عملی مشق کے بعد ہی ہوتا ہے، ڈرائیونگ پر اگر کسی انسان کو سارے اصول سکھا دیئے جائیں، یہاں تک کہ ڈرائیونگ پر پی ایچ ڈی کرادی جائے، لیکن اگر اسٹیرنگ پر بیٹھا کر گاڑی چلانا نہ سکھایا جائے، تو آدمی کبھی نہ ڈرائیور بن سکتا ہے نہ ڈرائیونگ کرسکتا ہے، ہمارے رفقاء ایک طویل عرصہ سے دعوتی کیمپ لگاتے ہیں۔ جس میں دعا اور مختصر اہم موضوعات پر دروس کے علاوہ میدان میں لے جا کر عملی طور پر دعوت بالقرآن کی مشق کرائی جاتی ہے، جس میں ایک پرانا داعی نئے دولوگوں کو لے کر سیدھے کسی پبلک پلیس پر غیر مسلم بھائیوں کو قرآنی آیات کے ذریعہ توحید، رسالت اور آخرت سمجھا کر نقد کلمہ پیش کرتا ہے، اس میں اکثر کوشش ہوتی ہے کہ حساس مقامات پر جہاں پر نئے داعی کو جھجک اور خوف زیادہ ہو، وہاں لے کر جاتے ہیں، پولس ہیڈ کوارٹر، مندر، غیر مسلم تنظیموں کے مراکز و دفاتر، گرجا گھر، گرودوارے، ملیٹری چھاؤنی اور پارکوں میں لے جا کر نئے مدعو سے اپنا خونی رشتہ بتا کر دعوت سکھائی جاتی ہے، اکتوبر کے آخر میں ملیشیا میں ایک سہ روزہ دعوتی تربیتی ورکشاپ ہمارے رفقاء نے منعقد کیا، جس میں تقریباً اٹھارہ ملکوں کے فعال اور ہونہار علماء نے شرکت کی، اس کیمپ میں ہمارے ایک داعی مولانا سراج ندوی دولوگوں کو لے کر پریسیڈنٹ ہاؤس کے سامنے ایک عالی شان مسجد پہنچے، جو اپنے جائے وقوع، خوب صورتی اور تعمیری شان کی وجہ سے ملیشیا کی اہم ترین مسجد ہے، اور وہاں غیر ملکی ٹورسٹ بڑی تعداد میں آتے ہیں، وہاں ایک چائینی انجینئر سے ملاقات ہوئی، مولانا نے ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں بات کرنا چاہی، اس نے یہ کہہ کر معذرت چاہی کہ میں انگریزی نہیں جانتا، مولانا کو ذرا دیر مایوسی ہوئی کہ پہلے ہی مدعو سے بات نہیں ہوسکی، اس نوجوان کو اس کا احساس ہوا، تو اس نے گوگل ٹرانسلیشن آن کیا، مولانا سراج پوری طرح انگریزی بھی نہیں بول پارہے تھے، تو انھوں نے اشارہ میں ان سے پوچھا کیا اردو بھی اس میں ہے؟ اس نے کہا ہاں! اور اردو چائنیز ٹرانسلیشن لگادیا، اب اس کی مدد سے مولانا نے توحید، رسالت، آخرت سمجھا کر کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کرنے کیلئے کہا، اس نوجوان نے خوشی سے کلمہ پڑھ لیا، اور اپنا ای میل، فون نمبر اور ایڈریس دیا، کہ ہمیں چائنیز زبان میں لٹریچر بھیجئے، میں اپنے دوسرے دوستوں کو بھی اسلام سمجھاؤں گا، انھوں نے آپ کی امانت کا انگریزی ترجمہ بھی ان کو دیا، ان کو چالیس دن یا چار مہینے جماعت میں دین سیکھنے کے لئے لگانے کو کہا، اس نے وعدہ کیا میں ہندوستان آؤں گا، اور آپ کے مشورہ سے ۴۰ دن نہیں چار مہینے لگاؤں گا، آج میرے میل پر اس نوجوان کا ای میل آیا ہے، جس میں اس نے ملیشیا میں اپنے رفیق کو بھیج کر اسلام کی نعمت اس تک پہنچانے کا شکریہ ادا کیا، اور وہ اول فرصت میں چار ماہ لگانا چاہتا ہے، اور پوچھا ہے کہ کسی ٹرانسلیٹر کے ساتھ انڈیا میں وقت لگانا ہے، یا میں چائنا میں اپنا وقت لگاؤں، یہاں میرے ایک مسلم ساتھی ہیں، میں نے ان سے اسلام پڑھنا شروع کر دیا ہے، وضو اور غسل کا اسلامی طریقہ اور نماز پڑھنا سیکھ لیا ہے۔

ہمارے ان مدعو بھائیوں نے جن کو ہم لوگ غیر قوم، فریق، اور حریف کہہ کر ان کو اسلام دشمن سمجھ کر دور رکھتے ہیں ان بے چاروں نے دعوت کے لئے کیسے ہائی ویز بنا کر رکھ دیئے ہیں کہ ان پر چل کر تشریف لائیں اور ہماری امانت ہم تک پہنچائیں دعوت کے سلسلہ میں زبان کا مسئلہ اتنا بڑا مسئلہ تھا، ذرائع ابلاغ کے موجدوں نے تبلیغ کے لئے پورے آلات بنا کر دیدیئے ہیں کیا ہم میں سے کسی مسلمان کو کبھی خیال آتا ہے کہ انٹرنیٹ اور ذرائع ابلاغ کے موجدان محسنوں کو ہم دردمندی کے ساتھ ان کا حق ادا کرنے کی فکر کریں، گوگل، واٹس ایپ، یوٹیوب، بنا کر ہمارے لئے ہر طرح کی آسانی پیدا کرنے والے یہ محسن کل محشر میں اللہ کے حضور ہمارا گریبان ضرور پکڑیں گے کہ رب کریم ہم نے ہر طرح کی آسائش ان کو مہیا کی مگر انھوں نے بددعائیں تو کیں اور پھیلائیں، مگر ہم تک ہماری امانت اسلام اور ایمان نہیں پہنچایا، کاش ہم ہوش میں آئیں اس دن سے پہلے ان کے سوالات کی فکر کرکے اور آسانیوں سے فائدہ اٹھا کر انسانیت کی خیر خواہی کا حق ادا کریں!!

●●●●

مولانا محمّد کلیم صدیقی

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان